بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝

یَابَدِیعُ العَجَائِبِ بِالخَیرِ یَابَدِیعُ

رباعیات، سوز و سلام

سوزخواں

سید محمد علی نقوی برادران

www.facebook.com/soazkhwanee
www.facebook.com/soazkhuan

برائے ایصالِ ثواب

علامہ رشید ترابی، علامہ طالب جوہری، علامہ ضمیر اختر نقوی، میر انیس، مرزا دبیر، سوز خواں حسن عابد جعفری، سوز خواں عظیم الحسن، مولانا محمد عون نقوی، مولانا غلام حسنین رضوی، علامہ عرفان حیدر عابدی، محسن نقوی شہید، سید الطاف حسین نقوی ابن امیر حسین، امام النساء بنت رحمت علی، تیغ علی رضوی ابن سیف علی رضوی، سید ابرار حسین نقوی ابن سید الطاف حسین نقوی، کنیز فاطمہ بنت سید تیغ علی رضوی، سیدہ نثار فاطمہ بنت سید ابرار حسین نقوی، نقی مہدی رضوی ابن طاہر حسین رضوی، سید طاہر حسین رضوی ابن ظفر حسین رضوی، سید اشفاق حسین نقوی ابن ابرار حسین نقوی، برکت حسین رضوی ابن محمد رضا رضوی، آفتاب حیدر زیدی ابن زاہد حسین زیدی، تہور علی ابن تیغ علی، حیدر اشرف، صفدر اشرف، اصغر اشرف ابن تہور علی، اشرف النساء، قمر النساء، اعجاز حسین ابن اقبال حسین، اقبال حسین ابن الطاف حسین، اختر عباس رضوی، سید ضیغم عباس رضوی، سید علمدار حسین زیدی، عذرہ بنت شاکر حسین، کلثوم بانو بنت تیغ علی، شہر بانو بنتِ تیغ علی، قمر النساء بنت الطاف حسین، سید آل نبی کاظمی ابن سید شمشاد علی کاظمی، بہار فاطمہ بنت زوار حسین، سیدہ شمیم فاطمہ بنت سید آلِ نبی کاظمی، سید آل احمد کاظمی ابن سید آل نبی کاظمی، بنی بنت کامدار خان، زاہدہ بنت مومن علی، ہاشمی بنت شمشاد علی، سید بشارت حسین بلگرامی، سیدہ انیس فاطمہ، وزارت حسین بلگرامی، بنی فاطمہ، سید زوار حسین ابن ضمیر الحسن، ساجدہ بانو بنت محمد عسکری، صادق حسین ابن مرتضیٰ حسین، زاہدہ بنت مومن علی، اختری بنت نثار حسین، بابو بھائی، سعید کاظمی، سید ابوالحسن بلگرامی، سیدہ شان فاطمہ، حسن باقر بلگرامی، مسلم بلگرامی، ابن حسن کربلائی، سید انتظار حسین جعفری، حاجی مطلوب حسین، امداد حیدر نقوی، سیدہ خاتون، سیدہ نایاب بانو، سید انصار حسین نقوی، سبطِ حسن کاظمی، نفیس فاطمہ، تسنیم کوثر، سید حسن حیدر کاظمی، الحاج ناصر عباس بنگش، حبیب رضی جعفری، قیصر حسین زیدی، نذر فاطمہ، حکیم مسلم عباس، حسن عسکری، طلعت فاطمہ و کل مومنین و مومنات ، جن و انس، محبان اہلبیتؑ و شیعان حیدر کرار

ولا جو آل سے رکھے تو بوذری ہوجائے
نجف کو جائے جو زائر تو قنبری ہوجائے
پھرے جو گردِ زجہ خانہء ولیء خدا
تو پھر یقیں ہے کہ حاجی بھی حیدری ہوجائے

جسے حق حیدرِ کرارؑ کردے
وصیء احمدِ مختار کردے
وہ کیا چاہے خلافت اور حکومت
خدا بننے سے جو انکار کردے

جو روضے میں باریاب ہوجاتا ہے
وہ اوج میں لاجواب ہو جاتا ہے
جلتا ہے جو شب کو قبرِ حیدرؑ پہ چراغ
وہ صبح کو آفتاب ہو جاتا ہے

شمر نے شہؑ سے کہا کوئی یاور ساتھ ہے
عاشقِ حق نے کہا روحِ پیمبرؐ ساتھ ہے
جو تجھے کرنا ہو کر لے سجدے میں جاتا ہوں میں
گو نہیں اکبر مگر اللہ و اکبر ساتھ ہے

میری زباں پہ جسدم علیؑ کا نام آیا
محمدِؐ عربی کا مجھے سلام آیا
علیؑ کا نام ہی اعظم وہ اسمِ اعظم ہے
کہ جس نے انکو پکارا اُسی کے کام آیا

رشتہ غمِ سرورؑ سے لگا رکھا ہے
جز پنجتنِ پاکؑ کیا رکھا ہے
ہم مرگئے ہوتے غمِ سرورؑ کی قسم
اس مجلس و ماتم نے جلاِ رکھا ہے

کیا خوب علیؑ کی زندگانی گزری
ہر ساعت عبادت میں سہانی گزری
سجادہء طاعت پہ رہے پیری میں
میدانِ شجاعت میں جوانی گزری

امتحانِ عاشقی میں کیف پاتے ہیں حسینؑ
انتہائی مشکلوں میں مسکراتے ہیں حسینؑ
لا فتٰی الاّ علیؑ لا سیف الاّ ذوالفقار
پڑھتے جاتے ہیں فرشتے بڑھتے جاتے ہیں حسینؑ

اللہ و محمدؐ کا ولی کہتا ہوں آغوشِ اجل میں مسکرانے والے
شمعِ حرمِ لم یزلی کہتا ہوں ملت کے لئے جان لڑانے والے
لیکن راتوں کو دل کی تسکیں کیلیے سو چین کی نیند اے حسینِؑ مظلوم
چپکے چپکے علیؑ علیؑ کہتا ہوں اسلام کو سوتے سے جگانے والے

نجوم لاکھ ملے آفتاب مل نہ سکا حسینؑ وہ ہے جو کونین میں سما نہ سکے
کوئی بھی ہم لقبِ بوتراب مل نہ سکا وہ سر حسینؑ کا ہے جو کوئی جھکا نہ سکے
ہر ایک بزم میں ڈھونڈا چراغِ دل لیکر اٹھائے گا کوئی کیا سر حسینؑ کے آگے
خدا گواہ علیؑ کا جواب مل نہ سکا رسولِؐ پاک تو سجدے سے سر اٹھا نہ سکے

میرا کوئی مقام نہیں بے مقام ہوں
میں بارہویں امامؑ کا ادنیٰ غلام ہوں
جنت کا شوق ہے نہ جہنم کا خوف ہے
میں ذاکرِ حسین علیہ السلام ہوں

رنگ کردار پہ ماحول کا چھانے نہ دیا
نور نے کھینچ لیا نار میں جانے نہ دیا
حرؑ وہ ٹوٹا ہوا شیشہ تھا جسے سرورؑ نے
ایسا جوڑا کہ کوئی بال بھی آنے نہ دیا

میرے سرکار یہ تاخیر جو فرماتے ہیں
منتظر آپکے بے چین ہوئے جاتے ہیں
آپ اپنے جدِ امجد کی طرف غور کریں
وہ تو آواز کے سنتے ہی چلے آتے ہیں

آغوشِ لحد میں جبکہ سونا ہوگا
جز خاک نہ تکیہ نہ بچھونا ہوگا
تنہائی میں آہ کون ہووے گا انیسؔ
ہم ہوئینگے اور قبر کا کونا ہوگا

سردارِ جوانانِ جناں ہیں حسنینؑ
فرزندِ رسولِ دوجہاں ہیں حسنینؑ
یک نور دو چشمہ ہیں علیؑ و زہراؑ
واللہ کہ ایماں کی جاں ہیں حسنینؑ

جو شریکِ بزمِ شاہِ کربلا ہوجائیگا
وہ گناہوں سے بری روزِ جزا ہوجائیگا
نار سے نکلا ادھرِ واں خلد میں داخل ہوا
کیا خبر تھی حرؑ پہ یوں فضلِ خدا ہوجائیگا

ضربتِ عباسؑ میں ہے ضربتِ حیدرؓ کا رنگ
اُڑ رہا ہے کربلا کے مرحب و عنتر کا رنگ
ہے علمدارِ حسینی ہاتھ کو روکے ہوئے
چھا نہ جائے کربلا کی جنگ پہ خیبر کا رنگ

چلا تھا کفر مٹانے پیمبری کے چراغ
مگر حسینؑ نے گل کردیئے اُسی کے چراغ
اندھیروں آؤ میرے گھر سے روشنی لے لو
جلائے بیٹھا ہوں غازی کی حاضری کے چراغ

قطرے کو رھینِ بحرِ مواج نہ کر　　ایماں کی زیب و زین کہنا ہی پڑا
شرمندہء تخت و دولت و تاج نہ کر　　اسلام کے دل کا چین کہنا ہی پڑا
یارب قسمِ دستِ یدللہ تجھے　　دنیا نے بہت کلمہء حق ضبط کیا
اک ہاتھ کو اک ہاتھ کا محتاج نہ کر　　پھر چیخ کے یا حسینؑ کہنا ہی پڑا

کام آئیگی تربت میں ولائے حیدرؑ　　یارب میرے مرنے کو فسانہ کردے
لیجائیگی جنت میں ثنائے حیدرؑ　　سمتِ شہِ مظلومؑ روانہ کردے
بولیں گے نکیرین بچھادے آنکھیں　　حسرت ہے کہ ہوں دفن تہہ خاکِ شفا
لینے تجھے ساتھ اپنے وہ آئے حیدرؑ　　مٹی میری تسبیح کا دانہ کردے

چھوٹی سی لحد زمیں بناتے ہیں حسینؑ مدحِ حیدرؑ نہ کروں قائلِ قرآں ہوکر
لاشہ علی اصغرؑ کا چھپاتے ہیں حسینؑ کیوں میں کعبے سے پھر جاؤں مسلماں ہوکر
بانوؑ نہ نکل آئے کہیں مقتل میں انکا وعدہ ہے کہ ہم قبر میں آئینگے ضرور
خیمے کی طرف دیکھتے جاتے ہیں حسینؑ کیوں نہ مرجاؤں میں اس وعدے کے قرباں ہوکر

لاکھوں میں کوئی ایک نہ سرور ہوتا دنیا سے اٹھا لیکے جو نامِ حیدرؑ
عباسؑ کا زور زورِ حیدرؑ ہوتا کوثر کو چلا برِ سلامِ حیدرؑ
افسوس کہ لڑنے کی اجازت نہ ملی عصیاں ہوئے سدِ راہ تو رضواں نے کہا
ورنہ درِ کوفہ درِ خیبر ہوتا آنے دو اسے یہ ہے غلامِ حیدرؑ

ہوئی قبول اقامت قیام سے پہلے
ہر چشم سے اشکوں کی روانی ہوجائے
نمازیں عرش پر پہنچی سلام سے پہلے
مقبول میری مرثیہ خوانی ہو جائے
بڑے ہی دانا تھے ذبحِ حسینؑ کے دانے
پہلے باری سے ہوں دو آنسو جاری
گئے بہشتِ بریں میں امامؑ سے پہلے
ساون کی گھٹا شرم سے پانی ہوجائے

عباسؑ کی نگاہ میں کیا فوجِ شام ہے
فطرت نے جو اشکوں میں مزہ رکھا ہے
عباسؑ مرتضیٰؑ کی تمنا کا نام ہے
منسوب اسے شاہِ شہدا رکھا ہے
بارہ امام مذہبِ اسلام میں ہوئے
دنیا غمِ شبیرؑ کو سوچے سمجھے
یہ مذہبِ وفا کا اکیلا امام ہے
ہم نے تو کلیجے سے لگا رکھا ہے

ہوگئے بے نیاز ہم سب سے جب آئے حرم شام سے کرتے ہوئے فریاد
خادمِ پنجتن ہوئے جب سے مقتل میں ہوئی سینہ زنی حد سے زیاد
یہ وسیلہ عجب وسیلہ ہے قبرِ شہداؑ پہ جس گھڑی دفن کے بعد
ہاتھ پکڑا ملا دیا رب سے پانی چھڑکا تو خوب روئے سجادؑ

علیؑ کو فاتحِ بدر و حنین کہتے ہیں حسینؑ عالمِ امکاں میں سرفراز ہے تُو
اور حسنؑ کو نورِ شہِ مشرقین کہتے ہیں خدا کے بعد زمانے میں کارساز ہے تُو
وفا کی منزلِ آخر کا نام ہے عباسؑ یہ شک مٹا دیا ہم نے نیاز دے دے کر
کمالِ صبر و رضا کو حسینؑ کہتے ہیں کہیں سمجھ نہ لے دنیا کہ بے نیاز ہے تُو

یہ بات الگ ہے تجھے تسلیم نہیں ہے　　حضرتِ عباسؑ شاہِ لافتیٰ کے شیر ہیں

دستورِ خدا میں کہیں ترمیم نہیں ہے　　خندق و خیبر کے وہ یہ کربلا کے شیر ہیں

ہے نورِ خدا احمدؐ و حیدرؑ میں برابر　　کیوں نہ ہوں ہر جنگ میں یہ مثلِ حیدرؑ فتحیاب

یہ حکمِ مساوات ہے تقسیم نہیں ہے　　وہ خدا کے شیر یہ شیرِ خدا کے شیر ہیں

ماں کہتی تھی کیا ملال جھیلے ہونگے　　یوں کربلا میں ایک مسلمان آ گیا

بہنیں نہیں ہیں پاس کس سے کھیلے ہونگے　　کچھ آیتیں لئے ہوئے قرآں آ گیا

ہے رات اندھیری وہ ڈراؤنا جنگل　　وہ آ گئے حسینؑ ہتھیلی پہ سر لئے

اصغرؑ مورے قبر میں اکیلے ہونگے　　اسلام جی اٹھا کہ نگہبان آ گیا

سقائے حرم نے جو نہ پایا پانی بہیں کتنے ہی اشک آنکھوں سے دریا ہو نہیں سکتا
غیرت سے تہہ خاک سمایا پانی ہزاروں جلوے ہوں خالق کا جلوہ ہو نہیں سکتا
کیا عشق ہے کوثر پر سکینہؑ کے بغیر علیؑ کے ماسوا انساں کوئی بھی ہوا ے ماتھر
عباسؑ نے منہ سے نہ لگایا پانی خدا کے گھر میں مر سکتا ہے پیدا ہو نہیں سکتا

ہیں یہی سطوتِ باطل کے مٹانے والے بغور سُن لے زمانہ حسینؑ ایسے تھے
کشتیء عظمتِ اسلام بچانے والے بقا فنا کو بنایا حسینؑ ایسے تھے
کربلا آج بھی کردار کا آئینہ ہے چھری کے نیچے وہ خالق سے پیار کی باتیں
ایسے ہوتے ہیں محمدﷺ کے گرانے والے اجل کو ہوگیا سکتہ حسینؑ ایسے تھے

کرار کا فرزند تھا کرار رہا کچھ عجب شان سے مرضیٔ الٰہی لے لی
جرار کا دلبند تھا جرار رہا دیں کے رہبر جو ہوئے دین پناہی لے لے
گھر میں پردیس میں اور تہہ خنجر بھی سونے والے تیرے بیدار نصیبے کی قسم
جس بات سے انکار تھا انکار رہا قبضہ بستر پہ کیا ساری خدائی لے لی

اس طرح طے منزلِ صبرورضا زینبؑ نے کی لاالہ تو پڑھ لیا اب لے مزہ تاثیر کا
امتِ جد کیلئے حق سے دعا زینبؑ نے کی لاالہ کی تہہ کے نیچے خون ہے شبیرؑ کا
واقعہ میں کربلا کے رنگ دونوں نے بھرا لاالہ کے پڑھنے والو لاالہ سے پوچھ لو
ابتدا شبیرؑ نے کی انتہا زینبؑ نے کی لاالہ تو بچ گیا گھر لٹ گیا شبیرؑ کا

ہو سلام اُس پہ جو قیدی بھی ہے بیمار بھی ہے   امتحانِ عاشقی میں کیف پاتے ہیں حسینؑ
پاؤں میں آبلے ہیں آبلوں میں خار بھی ہے   انتہائی مشکلوں میں مسکراتے ہیں حسینؑ
کہتا تھا طوقِ گراں آیا میرے حصے میں   لافتیٰ الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار
ورنہ اسِ فوج میں خنجر بھی ہے تلوار بھی ہے   پڑھتے جاتے ہیں فرشتے بڑھتے جاتے ہیں حسینؑ

علیؑ جناب بھی بازوئے آنجناب بھی ہے   کوئی کیا جانے احترامِ علیؑ
خدا کا شیر بھی ہے اور بوتراب بھی ہے   کوئی سمجھا نہیں مقامِ علیؑ
صفوں کو جوڑنے والا علیؑ بوقت نماز   اسمِ اعظم کے ڈھونڈنے والو
اگر ہو جنگ تو پھر صف شکن خطاب بھی ہے   اسمِ اعظم فقط ہے نامِ علیؑ

نظر چراؤ تو دل اور دماغ جلتے ہیں   میں یہ نہیں کہتا کہ برابر تھے علیؑ
جنونِ عشق میں سینے کے داغ جلتے ہیں   پر احمدؐ مرسل کے برابر تھے علیؑ
ترابیوں نہ ڈرو قبر کے اندھیرے سے   معراج کی شب کھل گیا احوال تمام
تمہاری قبر میں چودہ چراغ جلتے ہیں   باہر تھے نبیؐ پردے کے اندر تھے علیؑ

عباسؑ کے لاشے پہ نبی ﷺ روئے ہیں   کہتے ہیں کہ اک ہُوک اٹھی قبرِ نبیؐ سے
بازو شہ والا کے لئے کھوئے ہیں   جب قبرِ نبیؐ پر یہ کہا جاکے کسی نے
احسانِ علمدارؑ نہ بھولیں گے شمیم   اے شاہِ اممؐ شام کی راہوں میں کئی بار
ایک مشک سے لاکھوں کے گناہ دھوئے ہیں   مڑ مڑ کے پکارا ہے تمہیں بنتِ علیؑ نے

لحد ہو بند مگر حسرتِ دلی نکلے جب موت کا شیعوں کو پیام آتا ہے
صدا مزار سے یارب ولی ولی نکلے تائید کو حیدرؑ سا امامؑ آتا ہے
فرشتے قبر میں پوچھیں جو رشتہ ء الفت اللہ رے یہ فرشِ عزائے شبیرؑ
تو ہر ایک تارِ کفن سے علیؑ علیؑ نکلے اس پہ پسرِ فاطمہؑ کام آتا ہے

علیؑ کے لعل تھے شاہِ انام ہوجاتے اکبرؑ نے کہا دعائیں بابا پڑھنا
شریکِ آلِ نبی لا کلام ہوجاتے قرآں میرے لاشے پہ بہت سا پڑھنا
وقارِ حضرتِ عباسؑ کم نہیں تھا قمر شاید کہ میرے لاشے پہ قاصد آجائے
پلاتیں دودھ جو زہراؑ امام ہوجاتے تلقین کے بدلے خطِ صغراؑ پڑھنا

وفا کو ناز ہے جس پر اسے عباسؑ کہتے ہیں　　جب حُر کا گناہ شاہِ اممؑ نے بخشا
لگے جو ثانیٔ حیدرؑ اسے عباسؑ کہتے ہیں　　قطرے کو شرف بحرِ کرم نے بخشا
جو پتھر پر علم گاڑے اسے کہتے ہیں سب حیدرؑ　　گردوں سے ندا آئی کہ اے پیارے حسینؑ
علم گاڑے جو پانی پر اسے عباسؑ کہتے ہیں　　بخشا جسے تُو نے اسے ہم نے بخشا

ایماں کی تصویر نظر آتی ہے　　چھوٹی سے لحد زمیں بناتے ہیں حسینؑ
قرآن کی تفسیر نظر آتی ہے　　لاشہ علی اصغرؑ کا چھپاتے ہیں حسینؑ
اللہ تیرے گھر کی فضا اے زہراؑ　　بانوؑ نہ نکل آئے مقتل میں
تطہیر ہی تطہیر نظر آتی ہے　　خیمے کی طرف دیکھتے جاتے ہیں حسینؑ

کبھی فلک سے کبھی عرش سے سلام آیا   جمے تھے ظلم و ستم کے مقابلے میں حسینؑ
کبھی شہادتِ عظمیٰ کا بھی پیام آیا   علیؑ کی مثل تھے حق کے معاملے میں حسینؑ
خدا تو کام ہی آتا ہے سارے بندوں کے   بلند تھے سرِ محفل نبیؐ کے ہاتھوں پر
حسینؑ بندہ وہ ہے جو خدا کے کام آیا   غدیرِ خم میں علیؑ اور مباہلے میں حسینؑ

جمالِ عشق و محبت کا آئینہ عباسؑ   ذکرِ رسولؐ فرض ہے نامِ خدا کے بعد
کمالِ عزم و عمل پیکرِ وفا عباسؑ   پڑھئے درود تزکرہء مصطفیٰؐ کے بعد
لبِ فرات وہ جوہر دکھادئے تُو نے   سبطِ نبیؐ کی طرح توقیر کیجئے
علیؑ کی روح پکاری کہ مرحبا عباسؑ   نامِ حسینؑ لیجئے صلِ علیٰ کے بعد

کیا مرتبہ سلطانِ حجازی کا ہے　احمد ﷺ کی محبت میں مزہ ملتا ہے
کیا عز و شرف امامِ غازی کا ہے　اور روزِ جزا اُسکا صلہ ملتا ہے
سجدے کا نشاں دیکھ کے سب کہتے تھے　کیا نامِ محمد ﷺ ہے پڑھو صلِ علیٰ
نیزے پہ یہ سر کسی نمازی کا ہے　اس نام کے لینے سے خدا ملتا ہے

دریا سے سکینہؑ کا جو سقی نکلا　کہاں سے لاؤں زباں مدحِ فاطمہؑ کیلئے
سقائی کا ارمان نہ اصلا نکلا　خدا پہ چھوڑدو اس بات کو خدا کیلئے
پانی میں ملا بہہ کر لہو تو کہا　یہ بات کافی ہے بس مدحِ فاطمہؑ کیلئے
دریا بھی میرے خون کا پیاسہ نکلا　حسینؑ دیدیا اسلام کی بقا کیلئے

میں تولاّ سے عبادت کا بھرم رکھتا ہوں
تیغِ حیدرؑ سے بچا کب کوئی خودسر باقی
دردِ دل سوزِ جگر دیدہء نم رکھتا ہوں
امر باقی نہ کہیں مرحب و عنتر باقی
قوّتِ دل کیلئے ذکر خدا سے پہلے
آمدِ بنتِ اسد کی ہے نشانی موجود
یاعلیؑ کہہ کے مصلے پہ قدم رکھتا ہوں
آج تک کہتی ہے دیوار کہ ہے در باقی

عابدؑ سا جگر دار نہ دیکھا نہ سنا
اوج پر نامِ حسینؑ ابنِ علیؑ بڑھتا گیا
اور قافلہ سالار نہ دیکھا نہ سنا
حد ہے ہر شے کی مگر یہ حد سے بھی بڑھتا گیا
اسلام کو جو صحتِ کامل بخشے
ماہِ نو گھٹ کر بڑھا بڑھکر گھٹا پھر بڑھ گیا
ایسا کوئی بیمار نہ دیکھا نہ سنا
چاند زہراؑ کا بڑھا ایسا کہ پھر بڑھتا گیا

حق نے اپنے نور سے پہلے بنائے پنجتن — اعزازِ مصطفیٰؐ میں شریعت کھڑی رہی

پھر زمیں پر صورتِ قرآن آئے پنجتن — دروازہء بتولؑ پہ رحمت کھڑی رہی

جسطرح تطہیر میں یکجا ہوئے ہیں پانچ تن — دوشِ نبیؐ پہ سجدے میں آکر چڑھے حسینؑ

اس طرح ذاتِ محمدﷺ میں سمائے پنجتن — بیٹھے رہے حسینؑ عبادت کھڑی رہی

حیدرؑ کی عطا پہ ہل اتی ' شاھد ہے — فاطمہؑ کا مہ لقا بزمِ شہادت کا چراغ

شمشیر زنی پہ لافتیٰ شاھد ہے — ہوگیا رخصت جلا کر بن میں وحدت کا چراغ

کعبے کی ولادت کے محمدؐ ہیں گواہ — رہ گئی تنہا اندھیرے بن میں جب لاشِ حسینؑ

مسجد کی شہادت کا خدا شاھد ہے — خودبخود گُل ہوگیا زہراؑ کی تربت کا چراغ

دردوالم کا مرکز احساس بن گئی وہ نور جس کو شہِ مشرقین کہتے ہیں
بے آس قافلے کیلئے آس بن گئی اسی کو نورِ خدا نورِ عین کہتے ہیں
دن ڈھل گیا تو شامِ غریباں کے ساتھ ہی بکھر گیا تو یہی نور کائنات بنا
بیٹی علیؑ کی حضرتِ عباسؑ بن گئی سمٹ گیا تو اسی کو حسینؑ کہتے ہیں

خدا کا حکم ہے کعبے میں در بنا جو چکے ممتاز علیؑ کو ہر بشر سے پایا
فرشتہ دیکھ لے میہمان کا قدم نہ رکے مقام خدائے بحروبر سے پایا
بلند ہو قدِ آدم سے اتنا دروازہ پہلے ملے علیؑ خدا کے گھر سے
بتوں کے سامنے بنتِ اسد کا سر نہ جھکے پھر خدا کو علیؑ کے گھر سے پایا

ذی حج میں غم و درد کی طغیانی ہے — رہ گئی دشت میں تنہا تو وطن یاد آیا
عشرے کی طرح اس میں بھی ویرانی ہے — پانی دیکھا تو ہر اک تشنہ دھن یاد آیا
رو لو کہ محرم بھی قریب آیا — لیکے ہر چیز مدینے سے چلی تھی زینبؑ
مسلمؑ کی نویں کو ہوئی قربانی ہے — لاش پر بھائی کے پہنچی تو کفن یاد آیا

دنیا مجھے ایسا کوئی معمار بتادے — اکبرؑ نے جو گھر موت کا آباد کیا
بہتے ہوئے پانی پہ جو دیوار بنادے — صغراؑ کو دمِ نزع بہت یاد کیا
اصغرؑ جو چلے رن کو تو زینبؑ نے دعا دی — ہچکی جو اجل کی آئی تو اکبرؑ نے کہا
اللہ تجھے حیدرِ کرارؑ بنادے — شاید میری صغراؑ نے مجھے یاد کیا

ہم کیا بتائیں آپکو کیسے حسینؑ ہیں   شانِ مظلومی وغربت کے دکھانے والے

خالق کو اِن پہ ناز ہے ایسے حسینؑ ہیں   کام بگڑے ہوئے خلقت کے بنانے والے

حق کی رضا میں دین پہ گھر کو کیا نثار   صفحہء دہر میں ابتک ہے تیرا نام حسینؑ

دنیا میں ایسا کون ہے جیسے حسینؑ ہیں   مٹ گئے خود تیری ہستی کے مٹانے والے

فرازِ دار سے میثمؒ بیاں دیتے ہیں   جسکی عینِ حرمِ حق میں ولادت ہوجائے

رہیگا ذکرِ علیؑ ہم زباں دیتے ہیں   کیوں نہ وہ قبلہء اربابِ ارادت ہوجائے

صفیں بناؤ محبو کہ دار پہ میثمؒ   اُسکی خود اپنی عبادت کی ادا کیا ہوگی

نمازِ عشقِ علیؑ کی اذاں دیتے ہیں   جسکے چہرے پہ نظر کرنا عبادت ہوجائے

بن بن کے ہزار بار آئی دنیا چمکتا ہے کہاں افلاک پہ مہرِ مبیں ایسا
پر چشمِ علیؑ میں نہ سمائی دنیا کہاں ہوگا ولایت کی انگوٹھی میں نگیں ایسا
جتنا کہ اٹھایا درِ خیبر کو بلند خدا محفوظ رکھے چشمِ بد سے حُسنِ حیدرؑ کو
نظروں سے اُسی قدر گرائی دنیا بڑی مشکل سے پایا ہے نبیؐ نے جانشیں ایسا

کیا خوب علیؑ کی زندگانی گزری خوشی سے سر کو کٹائے کوئی تو ہم جانیں
ہر ساعت عبادت میں سہانی گزری خود اپنے گھر کو لٹائے کوئی تو ہم جانیں
سجادہء طاعت پہ رہے پیری میں بشر جہان میں خدا بھی بنا نبی بھی بنا
میدانِ شجاعت میں جوانی گزری حسینؑ بن کے دکھائے کوئی تو ہم جانیں

یہ بزمِ عزائے پسرِ زہراؑ ہے مجھ سے بے زر کو اگر چاہیں تو حیدرؑ دیدیں
بیٹھو با ادب یاں گزرِ زہراؑ ہے تاج سلطانی کا دیں تختِ سکندر دیدیں
رومال میں ہر اشک جمع کرتی ہیں اُنکے دینے کی ہے کیا حد وہ یداللہ ٹھرے
ہر چشم کے اوپر نظرِ زہراؑ ہے وہ اگر چاہیں تو اللہ کا سب گھر دیدیں

اپنی رحمت کو ذرا اور بھی وسعت دیدے بازوئے شہنشاہئے اُمم آتا ہے
پرسشِ حشر سے پہلے مجھے جنت دیدے کس شان سے سقائے حرم آتا ہے
تجھ کو منظور نہیں گر تو خطا میری معاف غل ہے یہ لعینوں میں کہ ہشیار رہو
مجھ کو اشکِ غمِ شبیرؑ کی قیمت دیدے عباسِ علیؑ لیکے علم آتا ہے

گیتی پہ فلک کا ماہ پارہ اترا   اصحاب نے پوچھا جو علیؑ کو دیکھا
لیکر درِ حیدرؑ کا سہارا اترا   معراج میں حضرت نے کسی کو دیکھا
اللہ رے زہراؑ کی عبادت کا شرف   کہنے لگے مسکرا کے محبوبِ خدا
تسبیح بنانے کو ستارہ اترا   واللہ جہاں دیکھا علیؑ کو دیکھا

ہر ایک وصف جو کہ رسولِ خدا میں ہے   حق کے اوپر کربلا میں سر کٹاتے ہیں حسینؑ
وہ وصف بالیقین حسنِ مجتبیٰؑ میں ہے   اے مسلمانوں تمھیں جینا سکھاتے ہیں حسینؑ
غصے پہ ہے خدا کو بھی قابو انہیں بھی ہے   حق و باطل کا ہوا یوں کربلا میں فیصلہ
جو بات ہے خدا میں وہی ناخدا میں ہے   قتل کرتا ہے یزید اور فتح پاتے ہیں حسینؑ

وہ نورِ حق رخِ مولا سے آشکارا ہے
گر معرفتِ حیدرِ ثانی ہوجائے
کہ جس کے سامنے خورشید بھی ستارا ہے
کچھ اور ہی اندازِ جوانی ہوجائے
قمر میں داغ ہے تشبیہ اُس سے دوں کیونکر
عباسِؑ علیؑ کہہ کے اٹھائے جو قدم
یہ نور وہ ہے کہ قرآں بھی جسکا پارا ہے
ہو آگ کا دریا بھی تو پانی ہوجائے

ہم تو حق بات کہیں گے کہ زباں رکھتے ہیں
پہلے یہ مان لے کہ ہیں مشلکشا علیؑ
بت شکن کفر شکن عزمِ جواں رکھتے ہیں
پھر دیکھ تیرے واسطے کرتے ہیں کیا علیؑ
دوشِ احمدؐ سے بہت مہرِ نبوت ہے قریب
ٹل جاتی ہیں ہماری تو ساری مصیبتیں
دیکھنا یہ ہے علیؑ پاؤں کہاں رکھتے ہیں
ہم جب کبھی خلوص سے کہتے ہیں یا علیؑ

ہری ہے شاخِ تمنا ابھی جلی تو نہیں
ولائے آلِ پیمبرؐ سے جن کو کام نہیں

جگر کی آگ دبی ہے ابھی بجھی تو نہیں
وہ جی رہے ہیں مگر زندگی کا نام نہیں

وہ تیغِ ظلم سے گردن شہیدِ اعظم کی
زمانہ دیکھ لے تسبیحِ عصمتِ زہراؑ

کٹی ہے برسرِ میداں مگر جھکی تو نہیں
بھلا وہ کونسا دانہ ہے جو امامؑ نہیں

حسینؑ ابنِ علیؑ عباسؑ ابنِ حیدرؑ صفدر
ذکرِ مظلوم جو ہر سال کیا کرتے ہیں

سپرِ امام کی وقتِ امتحاں یہ بھی ہیں اور وہ بھی
زخمِ دل اشکوں کی ڈوری سے سیا کرتے ہیں

مگر ام البنینؑ کو حضرتِ زہراؑ سے کیا نسبت
کوئی مانے یا نہ مانے پہ حقیقت یہ ہے

یہ ہے عباسؑ کی قسمت کہ ماں یہ بھی ہیں اور وہ بھی
غمِ اولادِ پیمبرؐ میں جیا کرتے ہیں

سوتے ہی کب تھے ساقیء کوثر تمام رات　　یوں پانی وہ فاطمہؑ کا جانی مانگے

کرتے تھے ذکرِ خالقِ اکبر تمام رات　　یعنی علی اصغرؑ کی زبانی مانگے

بیدر بختیء شبِ ہجرت گواہ ہے　　یوں شمر کہے یہ حُرملہ سے مار وہ تیر

بس ایکبار سوئے ہیں حیدرؑ تمام رات　　جس تیر کا مارا نہ کبھی پانی مانگے

کیا پیاس تھی جس سے سارا لشکر تپا　　جلوہ رخِ تاباں کا دکھا دو مجھکو

کیا زخمِ سناں تھا جس سے اکبرؑ تپا　　چین آئے کس طرح یہ بتا دو مجھ کو

مچھلی بھی نہ تڑپے کبھی یوں خشکی میں　　پردہ شبِ معراج یہی کہتا تھا

جس طرح سے تیر کھا کے اصغرؑ تپا　　گر غیر نہیں ہے تو اٹھا دو مجھکو

علیؑ و فاطمہؑ کے نورِ عین دیدینگے   رشتہ غمِ سرور سے لگا رکھا ہے
مزاج دانِ مشیت ہیں چین دیدینگے   جز پنجتن پاک کیا رکھا ہے
جو بات آئی پسر کی کہا یہ راہب نے   ہم مرگئے ہوتے غمِ سرور کی قسم
اگر خدا نہیں دیگا حسینؑ دیدینگے   اس مرثیہ خوانی نے جلا رکھا ہے

بندہ کوئی اسرارِ خدا کیا جانے   خورشید سرِ شام کہاں جاتا ہے
طاعت واجب ہے دل سے اتنا جانے   روشن ہے دبیرؔ پر یہ جہاں جاتا ہے
اللہ و محمدؐ و علیؑ ہیں مولا   مغرب ہی کی جانب ہے مزارِ حیدرؑ
مولا، مولا کا فرق مولا جانے   یہ شمع جلانے کو وہاں جاتا ہے

میری نجات کو شہِ مشرقینؑ ملے اے بنتِ نبیؐ جزوِ رسالت ہے تو

جنابِ فاطمہ زہراؑ کے نورِ عین ملے تقویتِ ارکانِ ہدایت ہے تو

یہی دعا ہے کہ محشر کے سخت لمحوں میں میدانِ مباہلہ میں یہ راز کھلا

تجھے یزید ملے اور مجھے حسینؑ ملے مابینِ نبوت و امامت ہے تو

عباسؑ نے وہ کام کیا ہے حیات میں ممتاز علیؑ کو ہر بشر سے پایا

عنوان بن گیا ہے وفا کی کتاب میں مقام خدائے بحروبر سے پایا

دنیا سمجھ رہی تھی کہ بھرتا ہے مشک کو پہلے ملے علیؑ خدا کے گھر سے

بیعت ڈبورہا تھا وہ سقہ فرات میں پھر خدا کو علیؑ کے گھر سے پایا

رولے یہ غمِ بادشہِ عالی ہے آگاہ ہو اللہ سے ڈرنے والے
اور موت کسی نے بھی نہیں ٹالی ہے محتاج ہیں زندوں کے مرنے والے
اللہ کرے غریقِ رحمت اُنکو اک سورہ الحمد و قل بحقِ زہراؑ
اس بزم میں جن جن کی جگہ خالی ہے اے گورِ غریباں سے گزرنے والے

وہ تخت کہاں ہیں اور کہاں تاج ہیں وہ جب ہواؤں میں نمی محسوس کی عباسؑ نے
جو اوج پہ تھے زیرِ زمیں آج ہیں وہ احتیاطاً سانس اپنی روک لی عباسؑ نے
قرآن کو لکھ لکھ کے وقف جو کرتے تھے موجِ کوثر سر اٹھا کر دیکھتی ہی رہ گئی
اک سورہ الحمد کے محتاج ہیں وہ اتنی اونچائی پہ رکھ دی تشنگی عباسؑ نے

چہلم ہے آج سرورِ عالی مقام کا خوشا وہ باپ وہ میرِ سپاہِ بدر و حنین
عریاں ہے سر رسول علیہ السلام کا خوشا وہ جانِ شہادت وہ سیدِ کونین
فضہ پکاری بیبیوں آ کر شریک ہو علیؑ علیؑ کا وظیفہ نویدِ فتح و ظفر
سجادؑ دفن کرتے ہیں لاشہ امام کا ہجومِ رنج و بلا ہو تو پھر حسینؑ حسینؑ

سر غیر کے آگے نہ جھکانے والا شب تیرگیء ذوق پایا تُو نے
نیزے پہ بھی قرآن سنانے والا احساس کا معجزہ دکھایا تُو نے
اسلام سے کیا پوچھتے ہو کون حسینؑ سوئی ہوئی دنیا کو جگا کر مولا
اسلام کو اسلام بنانے والا جاگے ہوئے فتنے کو سلایا تُو نے

تُو نے اے حسینؑ خاک کا رتبہ کا بڑھا دیا حاصل علیؑ کے گھر کو عجب امتیاز ہے
صحرائے نینوا کا مقدر جگا دیا سجدہ جہاں جہاں ہے ضربت نماز ہے
اپنے لہو سے دشت میں روشن کیے چراغ اک ضرب ہے عبادتِ ثقلین پہ بلند
فرشِ زمیں کو عرشِ معلیٰ بنا دیا اک سجدہء وفا پہ شہادت کو ناز ہے

جہاں میں صبر و تحمل کے آسماں ہیں حسینؑ حر کو شبیرؑ نے جب رن کی اجازت دیدی
مٹا سکا نہ جسے ظلم وہ نشاں ہیں حسینؑ نار کو نور کیا اور شہادت دیدی
یزید تیری خودی نے تجھے فریب دیا کیا سخاوت ہے حسینؑ ابن علیؑ کی واللہ
تیرا خیال غلط تھا کہ ناتواں ہیں حسینؑ جام کوثر کا دیا رہنے کو جنت دیدی

دریا پہ جو عباسِ علمدارؑ گئے   تکمیلِ عبادت کے لئے آیا ہوں
ظاہر میں وہ پانی کے طلبگار گئے   محشر میں شفاعت کے لئے آیا ہوں
تھا بیچ میں دریائے شجاعت حائل   چہرے سے ہٹادیجئے غیبت کی نقاب
دو ہاتھ میں اِس پار سے اُس پار گئے   مولا میں زیارت کے لئے آیا ہوں

لاشے پہ جب حسینؑ کے آئی زینبؑ   کیا حرؑ نے شرف علیؑ کے گھر سے پایا
آفت کے سخن لب پہ یہ لائی زینبؑ   کیا مرتبہ شاہِ بحر و بر سے پایا
بھائی نہ ملے گا مجھے تجھ سا بھائی   تھی آرزوئے بہشت و آبِ کوثر
ڈھونڈے گی اگر ساری خدائی زینبؑ   یہ باپ سے پایا وہ پسر سے پایا

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے   آج سردار و علمدارؑ جدا ہوتے ہیں
رن ایک طرف چرخِ کہن کانپ رہا ہے   شہؑ ادھر روتے ہیں عباسؑ اُدھر روتے ہیں
رستم کا بدن زیرکفن کانپ رہا ہے   یہ بیاں کرکے حسینؑ اشکوں سے منہ دھوتے ہیں
خود قصرِ سلاطینِ زمن کانپ رہا ہے   بھائی کو بخششِ امت کیلئے کھوتے ہیں
شمشیر بکف دیکھ کے حیدرؑ کے پسر کو   کسطرح صبر کریں صبر نہیں آتا ہے
جبریلؑ لرزتے ہیں سمیٹے ہوئے پر کو   خلق سے فوجِ حسینیؑ کا نشاں جاتا ہے

تاریخ دوسری تھی کہ داخل ہوئے امام   جب بے چراغ قبرِ رسولؐ خدا ہوئی
اور تیسری کی صبح کو آئی سیاہِ شام   یعنی بتولؑ صاحبِ زحمتِ عزا ہوئی
چوتھی کو شمر کے ہوئی آنے کی دھوم دھام   زینبؑ ہزار بلا میں مبتلا ہوئی
اور پانچویں کو دشتِ ستم بھر گیا تمام   لوٹی گئی اسیر ہوئی بے ردا ہوئی
نرغہ ہوا چھٹی سے شہ مشرقین پر   یہ اور ظلم ہے فلکِ بد خصال کا
ہفتم سے بند ہوگیا پانی حسینؑ پر   کوفے میں داخلہ ہے محمدﷺ کی آل کا

اکبرؑ کو نیزہ مارا جو ابنِ نمیر نے — جس وقت شہِ دیں سے جدا ہوگئے عباسؑ
غش کھایا ہم شبیہ رسولِ قدیر نے — اور شاہِ شہیداں پہ فدا ہوگئے عباسؑ
نرغہ کیا جو پیاسے پہ فوجِ شریر نے — بھائی کے لئے ملکِ بقا ہوگئے عباسؑ
پوتے کو آکے تھاما جنابِ امیرؑ نے — شہؑ کہتے تھے کیا ہم سے جدا ہوگئے عباسؑ

راکب کے تن سے عزمِ جناں روح نے کیا — لشکر کی میرے مٹ گئی زیبائی کی صورت
زہراؑ کا قلب مرکبِ مجروح نے کیا — اب کیا نظر آوے گی نہیں بھائی کی صورت

شبیرؑ نے حبیب مظاہرؑ سے یوں کہا — آندھیاں غم کی چلیں باغِ تمنا اجڑا
لڑنے کو تو نہ جا کہ بڑھاپا ہے اب تیرا — کنبہ زہراؑ کا لٹا ہائے مدینہ اجڑا
اُس نے کہا کہ اے پسرِ شاہِ لافتیٰ — گود بانوؑ کی تو بے شیرؑ کا جھولا اجڑا
تم پر ہزار جان سے ہوجاؤں میں فدا — آگ خیموں میں لگی خانہء کعبہ اجڑا

ہر چند پیرِ خستہ تن و ناتواں شدم — کل بھرا گھر تھا مگر آج یہ ویرانی ہے
ہر گہ نظر بہ رُوئے دو کرم جواں شدم — صرف صغراؑ کی درِ شہ پہ نگہبانی ہے

زینبؑ دلِ حبیبؐ الٰہی کا چین ہے   عطرِ گلِ حدیقۂ ایماں حسینؑ ہے
زینبؑ نظیرِ فاتحِ بدر و حنین ہے   تازی ہو جس سے روح ہو ریحاں حسینؑ ہے
زینبؑ جنابِ فاطمہؑ کی نورِ عین ہے   زانو نبیؐ کا رحل ہے قرآں حسینؑ ہے
زینب شریکِ کارِ امامِ حسینؑ ہے   پانی ملا نہ جس کو وہ مہماں حسینؑ ہے

زینبؑ حسینیت کی مکمل کتاب ہے   صحرائے کربلا میں ہوا کیا بری چلی
زینبؑ یزیدیت کا مدلل جواب ہے   فاقہ تھا تیسرا کہ گلے پر چھری چلی

کیا پیشِ خدا صاحبِ توقیر ہیں زہراؑ   آئین کس قدر ہے منظّم حسینؑ کا
خاتونِ جناں مالکِ تطہیر ہیں زہراؑ   ہر درد کا علاج ہے یہ غم حسینؑ کا
اُم الحسنؑ و مادرِ شبیرؑ ہیں زہراؑ   درسِ رضا و صبر ہے ماتم حسینؑ کا
سرتابہ قدم نور کی تصویر ہیں زہراؑ   پیغامِ زندگی ہے محرم حسینؑ کا

شوہر کو جو پوچھو تو شہنشاہِ عرب ہیں   ذکرِ غریب سے سندِ فیضِ عام لو
بیٹی ہیں نبیؐ کی یہ حسب ہے وہ نصب ہے   جینا جو چاہتے ہو تو بیکس کا نام لو

لڑچکے جب رفقا شہؑ کے ستمگاروں سے
جسدم نظر سے بانوؑ کے اکبرؑ نہاں ہوئے
اور قاسمؑ بنا ٹکڑے ہوا تلواروں سے
تڑپا یہ دل کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے
پسرِ سعد نے پوچھا یہ خبرداروں سے
بولی کہ میری جان روانہ کہاں ہوئے
کون اب آئیگا شبیرؑ کے غمخواروں سے
غم کس کا کیجئے نامِ خدا اب رواں ہوئے
بولا وہ باقی لڑائی بڑی تلوار کی ہے
عشقِ پدر اُنہیں ہمیں اِنکا خیال ہے
آمد اب فوجِ حسینؑ کے علمدار کی ہے
مڑکر ادھر نہ دیکھا کہ کیا ماں کا حال ہے

نشانِ فاتحِ بدروحنین ہیں زینبؑ
زہراؑ کی طرح صاحبِ توقیر ہیں زینبؑ
علیؑ کی جان تو زہراؑ کا چین ہیں زینبؑ
ہمشیرِ حسنؑ خواہرِ شبیرؑ ہیں زینبؑ
غریب مثلِ شہِ مشرقین ہیں زینبؑ
پروردہء گہوارہء تطہیر ہیں زینبؑ
ثبات و عزم میں بالکل حسینؑ ہیں زینبؑ
بنتِ شہِ کونین کی تصویر ہیں زینبؑ
کھلے جو بال تو خود ظلم کو حجاب آیا
تمثیل نہیں ہے کوئی عالی نصبی کی
پڑھا جو خطبہ تو کوفے میں انقلاب آیا
بیٹی ہیں علیؑ کی تو نواسی ہیں نبیؐ کی

جب آسماں پہ صبح کا تارا ہوا عیاں
ارشاد سن کے باپ کا وہ یوسفِ زماں

بھائی بہن میں ہونے لگی غم کی داستاں
تحت الحنک کو کھول کے دینے لگا اذاں

اکبرؑ سے اشک بھر کے یہ بولے شہِ زماں
بالکل تھا لحنِ حضرتِ داؤدؑ کا سماں

وقتِ نمازِ صبح ہے اے میرے نوجواں
زینبؑ دیا یہ دیتی تھیں اے ربِ دو جہاں

ارمان کچھ تو دکھیا بہن کے نکال دے
دولہا بنے پہ عمر بڑھی نورِ عین کی

آج آخری اذاں میرے یوسف جمال دے
اٹھارہ سال کی ہے کمائی حسینؑ کی

قتل جب مسلمِ مظلوم ہوا کوفے میں
یارو کریم وہ ہے جو وعدہ وفا کرے

خوں مدینے کے مسافر کا بہا کوفے میں
بے مثل ہے سخی وہ جو سر بھی عطا کرے

اُنکے بیٹوں کا نشاں جب نہ ملا کوفے میں
غازی وہ ہے بلا میں جو تنہا وغا کرے

حکم یہ حاکمِ کوفہ نے دیا کوفے میں
صابر وہ ہے جو فاقوں میں شکرِ خدا کرے

ڈھونڈو جس جا ہوں چھپے نورِ نظر مسلمؑ کے
کس فرد میں یہ دفترِ جاہ و جلال ہے

قید سے بھاگنے پائیں نہ پسر مسلمؑ کے
واللہ اک حسینؑ میں یہ سب کمال ہے

ایماں کی سند ہے محبت حسینؑ کی
مثلِ نماز فرض ہے اطاعت حسینؑ کی
ہفتادہ حج ہے ایک زیارت حسینؑ کی
لازم ہے کائنات میں حجت حسینؑ کی
ایمان انکی جان ہے یہ ایماں کی جان ہے
قرآں فقط دہن ہے یہ گویا زباں ہے

جب مدینے سے روانہ ہوئے سلطانِ زمنؑ
فاطمہؑ صغراؑ کو فرقت کے کہے چند سخن
کہا صغراؑ نے سکینہؑ سے بصد رنج و محن
کام ایک اپنا تجھے سونپتی ہے تیری بہن
چھوٹے بھائی کو میری یاد دلاتی رہنا
اک بہن اور ہے اصغرؑ کو بتاتی رہنا

پہنچے جب لاشہء اکبرؑ پہ شہِ جن و بشر
دیکھا ہے نزع کے عالم میں جوں نورِ نظر
بیٹھ گئے پہلو میں فرمانے لگے یہ سرورؑ
آخری ہو جو تمنا تو بتادو اکبرؑ
بولے حسرت ہے جو ممکن ہو شہِ والا کو
دیکھ لوں مرنے سے پہلے میں بہن صغراؑ کو

کرکے منہ سوئے مدینہ یہ شہِ دیں نے کہا
دو انگلیوں کے میرے درمیاں دیکھو بیٹا
گھر کے دروازے پہ اس آس میں ابتک صغراؑ
منتظر بیٹھی ہے اب آئینگے مجھے لینے بھیا
دیکھا اکبرؑ نے تو بابا سے تڑپ کر یہ کہا
گھر کے دروازے پہ بیہوش پڑی ہے صغراؑ

تو اپنے ایک جام پہ نازاں ہے ساقیا　　مغرور کیوں ہے جام پہ تو اپنے ساقیا
چودہ پلانے والے ہیں پرواہ ہے مجھ کو کیا　　میں دو سرا میں رکھتا ہوں چودہ کا آسرا
بتلائے دیتا ہوں تجھے میخانوں کا پتہ　　کوئی نجف میں ہے کوئی مابینِ سامرا
بطحا و کاظمین و خراسان و سامرا　　یثرب میں کوئی طوس میں ہے میرا مدعا
خورشید مدعا میرا برجِ شرف میں ہے　　یکتا ہے مے فروش میرے مشرقین میں
اک کربلا میں اک مرا ساقی نجف میں ہے　　کوئی ہے کربلا میں کوئی کاظمین میں

جب چلا اپنے وطن سے باد شاہِ کربلا　　یارو کریم وہ ہے جو وعدہ وفا کرے
اپنے لشکر کا علم عباسِ غازی کو دیا　　بے مثل ہے سخی وہ جو سر بھی عطا کرے
مادرِ عباسؑ نے جس وقت یہ مژدا سنا　　غازی وہ ہے بلا میں جو تنہا وغا کرے
ہاتھ اٹھا کر مہر و شفقت سے لگی کرنے دعا　　صابر وہ ہے جو فاقوں میں شکرِ خدا کرے
خدا رکھے جہاں میں فاطمہ کی آل کو　　کس فرد میں یہ دفترِ جاہ و جلال ہے
اور مبارک ہو علم میرے علی عباسؑ کو　　ہاں جمع ءِ حسینؑ میں یہ سب کمال ہے

مدت کے بعد آئے مدینے میں سوگوار ہوا جو شاہؑ کے لشکر میں قحط پانی کا
کچھ یاد آگیا جو بھولے آئے بیقرار عجیب حال ہوا فاطمہؑ کے جانی کا
اکبرؑ ہیں ساتھ اور نہ عباسِؑ علمدار کبھی خیال تھا اکبرؑ کی نوجوانی کا
عابدؑ برھنہ پا ہیں تو زینبؑ ہیں دلفگار کبھی ملال تھا اصغرؑ کی بے زبانی کا

قبرِ نبیؐ پہ زینبِؑ مضطر کے تھے یہ بین کبھی بہن کیلئے بے قرار ہوتے تھے
نانا دہائی ہے ہم سے جدا ہوگئے حسینؑ کبھی سکینہؑ کا منہ دیکھ کے روتے تھے

جب کی شب قبرِ نبیؐ پر گئے شبیرؑ اے نانا کے روضے میرا گھر ہوتا ہے ویراں
رخصت کو مہِ آلِ پیمبر گئے شبیرؑ اے قبرِ حسینؑ آج کی شب ہے تیرا میہماں
قندیل جو روشن کی تو غش کرگئے شبیرؑ کل صبح میری آخری منزل کا ہے ساماں
زینبؑ نے یہ جانا کہ بس اب مرگئے شبیرؑ کل روح میرے نانا کی ہوئے گی پریشاں

تھی غش میں ندا ہم اسی حسرت میں مرینگے اے قبر میں دکھ پاؤنگا پردیس میں جاکر
اب روشنی اس قبر پہ کاہے کو کرینگے تُو شق ہو تو نانا سے لپٹ جاوٗں میں آکر

لفظوں کا وضو ذکرِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے   تطہیر فاطمہؑ کی طبیعت کا نام ہے
یہ دل کی کسک حرف کے سانچے میں ڈھلی ہے   اسلام شاہزادی کی سیرت کا نام ہے
مجلس ہے وہ آغوش ولا جس میں پلی ہے   تسبیح ہی حبِ حق کی علامت کا نام ہے
یہ رسمِ عزا دہر میں زینبؑ سے چلی ہے   زہراؑ کتابِ حق کی آیت کا نام ہے
زندہ کیا بھائی کی شہادت کو بہن نے   غم میں سپر ہے فاتحِ بدر و حنین کی
تیغوں کا فسانہ کہا بازو کی رسن نے   معیارِ صبر یہ ہے کہ ماں ہے حسینؑ کی

رضا جہاد کی جب لیکے مرگئے اکبرؑ   قافلہ آلِ محمدؐ کا سوئے شام چلا
پکارے شاہؑ یہ کیا ہم سے کرگئے اکبرؑ   لیکے کچھ خون سے لکھے ہوئے پیغام چلا
ضعیف باپ سے چھٹ کر کدھر گئے اکبرؑ   روندتا پیروں سے ہر گردشِ ایام چلا
ہمیں بھی پاس بلالو جدھر گئے اکبرؑ   ہاتھ بندھوائے پئے نصرتِ اسلام چلا
وہ برچھی سینے پہ کھائی کہ دل سے آہ نہ کی   اک سر ختم ہے اک اور سفر کرنا ہے
ضعیف باپ کی تنہائی پر نگاہ نہ کی   کربلا فتح ہوئی شام کو سر کرنا ہے

پہنچی یہ سکینہؑ کو خبر جبکہ کسی سے سحر کو آلِ نبیؐ جب میانِ شام آئے
دریا پہ لڑائی ہوئی عباسِ علیؑ سے عزائے شاہ میں گریان و تشنہ کام آئے
سن کے لگی کہنے وہ تب اپنی چچی سے عریضہ چاک گریبان پھٹے تمام آئے
آخر یہ ہوا صدمہ میری تشنہ لبی سے تماشے کیلئے یہ کہہ کے خاص و عام آئے
سنتی ہوں کے دریا کے کنارے گئے عباسؑ مقامِ سیر ہے بھوکی پیاسیاں آئیں
کیا جانئے جیتے ہیں کہ مارے گئے عباسؑ چلو چلو کہ نبیؐ کی نواسیاں آئیں

رلا رہی ہے دلوں کو لٹی ہوئی سرکار گزرِ منزلِ تسلیم رضا مشکل ہے
نہ پیدلوں کے پرے ہیں نہ مرکبوں کی قطار سہل ہے عشقِ بشر عشقِ خدا مشکل ہے
اجڑ گیا وہ چمن ہوگئی خزاں وہ بہار وعدہ آسان ہے وعدے کی وفا مشکل ہے
نہ کوئی حاجب و درباں نہ کوئی خدمتگار جن کے رہتے ہیں سوا اُنکو سوا مشکل ہے
مقام ہُو کا ہے جس جا نگاہ پڑتی ہے یہ فقط کام ہوا فاطمہؑ کے جانی سے
حضور کے درِ دولت پہ خاک اڑتی ہے مشکلیں جتنی پڑیں کاٹیں سب آسانی سے

سجادؑ کو بلوایا دوبارہ جو شقی نے　　رن سے حسینؑ لاتے ہیں اکبرؑ کی لاش کو
یہ سنتے ہی بیبوں کے دھڑکنے لگے سینے　　لپٹائے ہیں کلیجے سے دلبر کی لاش کو
فرمایا بھتیجے سے یہ تب بنتِ علیؑ نے　　بھیا سنبھالو شکلِ پیمبرؐ کی لاش کو
میں کیا کہوں جو داغ اٹھائے میرے جی نے　　فرماتے ہیں یہ ثانیء جعفر کی لاش کو

کیا جانئے کیا کیا ستم ایجاد کریگا　　امداد کا یہ وقت ہے مجھ ناتوان کی
بلوا کے ہمیں کونسی بیداد کریگا　　اٹھتی نہیں ضعیف سے میت جوان کی

جب وعدے پہ شبیرؑ نہ پھر آئے سفر سے　　جب ہوا لشکرِ اسلام صف آرا رن میں
صغرآؑ نے کہا اب نہ ملونگی میں پدر سے　　جنگ کا ہوچکا سامان جب سارا رن میں
تپ آتی ہے بیتاب ہوں میں دردِ جگر سے　　اور لعینوں نے جوانوں کو پکارا رن میں
مدت ہوئی نکلے ہوئے سب کنبے کو گھر سے　　کیا حضرت نے رفیقوں کو یہ اشارہ رن میں

کیا پانی سفر میں بھی نہیں پاتے ہیں بابا　　یعنی مت دیر کرو سر جسے کٹوانا ہے
جب پانی میں پیتی ہوں تو یاد آتے ہیں بابا　　جائے دنیا سے وہ جنت میں جسے جانا ہے

جب دشت میں گنجینۂ حیدرؑ ہوا آخر — ریتی کی سجدہ گاہ پہ خونِ پیمبرؐ
آخر ہوا وہ دن بھی کہ لشکر ہوا آخر — ڈوبی ہوئی لہو میں قبائے غضنفری
پہلے تو وہاں حرِؑ دلاور ہوا آخر — کون و مکاں میں رعبِ شہادت سے تھرتھری
پھر سہرا بندھا قاسمِ مضطر ہوا آخر — ایسی سکندری تھی کسی کی نہ قیصری
لوگوں کو بہت بیاہ کی حسرت تھی وطن میں — اُس دن سے آج تک یہ حکومت کا زور ہے
یاں گھوڑوں سے پامالئے قاسمؑ ہوئے رن میں — ہر سمت یاحسینؑ کا دنیا میں شور ہے

عالم میں جو تھے فیض کے دریا وہ کہاں ہیں — ہے کل کی ابھی بات کہ آباد تھا کیا گھر
جو نورِ خدا سے ہوئے پیدا وہ کہاں ہیں — جس گھر پہ گدا آنکے ہوتا تھا تونگر
ہم سب سے جو تھے افضل و اعلیٰ وہ کہاں ہیں — وہ مجمعِ احباب وہ دربارِ پیمبرؐ
پیدا ہوئی جنکے لئے دنیا وہ کہاں ہیں — وہ فاطمہؑ کا جاہ و حشم شوکتِ حیدرؑ
جو زندہ ہے وہ موت کی تکلیف سہے گا — بے اذن چلا آئے یہ مقدور تھا کس میں
جب احمدِؐ مرسل نہ رہے کون رہیگا — یا آج وہی گھر ہے کہ خاک اڑتی ہے جس میں

جبکہ زنداں میں سکینہؑ کو مقدر لایا   پیاسہ سقائے سکینہؑ جو گیا کوثر پر
بچپنے کی جو اسیری تھی تو دم گھبرایا   میرِ کوثر نے اسے بھر دیا جامِ کوثر
رو کے کہتی تھی کہ اماں یہ عجب گھر پایا   جام تو لے لیا پر لب نہ کئے اپنے تر
آؤ بابا کہ میرا دم ہے لبوں پر آیا   اور سکینہؑ کے تصور میں بہت رو رو کر
روئی بھی راہ میں آکر نہ کیا پیار مجھے   بارشِ اشک سے چھلکا دیا کوثر کا جام
قید خانے میں تو دکھلایئے دیدار مجھے   دیر تک رویا کیا لے کے سکینہؑ کا نام

خواہشِ ملک نہ ہو جس کو سلطان ہے تو   حق نے حسینؑ کو وہ گلِ تر بنادیا
فوقیت جس کو ملک پر ہے وہ انسان ہے تو   جس نے مشامِ دیں کو معطر بنادیا
قبلہ ء دین ہے تو کعبہ ء ایمان ہے تو   نوری بنایا نار سے جس کو نکال کر
اے حسینؑ ابنِ علیؑ معنی ء قرآن ہے تو   قطرے کو ایک دم میں سمندر بنادیا
جو نہ محتاج ہو لشکر کو غازی تو ہے   یہ ہے طفیل خدمتِ آلِ رسولؐ کا
ناز سجدہ کرے جس پر وہ نمازی تو ہے   بگڑا ہوا تھا حرؑ کا مقدر بنادیا

اک روز کے رستے میں جو شیریں کا رہا گھر　　اک بات میں کہتا ہوں نہ تم دل سے بھلانا
خواب اُس نے یہ دیکھا کہ حسینؑ آئے ہیں بے سر　　بچے میرے پیاسے ہیں انہیں پانی پلانا
اور خون میں ڈوبے ہیں کھڑے صحن کے اندر　　سجادؑ سے کہنا کہ نہ تم غصے میں آنا
کہتے ہیں کہ کل آؤنگا گھر تیرے مقرر　　دادا کی طرح صبر سے گردن کو بندھانا
وعدہ تیرا لایا ہے مجھے کرب و بلا سے　　اعدا جو کریں ظلم نہ گھبرائیو بیٹا
آئے ہیں بھی ہم پیاسے ہی جائینگے بھی پیاسے　　لیجائیں جدھر ساتھ چلے جائیو بیٹا

جب پاؤں پہ زینبؑ کے گری ہندِ وفادار　　تقدیر مجھے بھائی کے لاشے پہ جو لائی
اور اپنی ردا اُنکو اڑہانے لگی اک بار　　میں کہتی تھی لپٹی ہوئی ہےہے میرا بھائی
زینبؑ نے کہا ہند ٹھرجا پئے غفار　　ناگاہ ہوئی لاش سے درپیش جدائی
کر آئی ہوں کچھ لاشہء شبیرؑ سے اقرار　　اعجاز سے لاشے نے یہ آواز سنائی
سر کھلنے کا کچھ غم نہیں صدمہ یہ بڑا ہے　　زینبؑ ہمیں محتاجِ کفن چھوڑ چلی ہو
لاشہ میرے ماںجائے کا عریاں پڑا ہے　　لاشہ میرا جنگل میں بہن چھوڑ چلی ہو

شور ہے شام ہے لشکر میں کہ عباسؑ آئے　　واہ کس شان سے سقائے حرم آتا ہے
اور تواتر خبر آئی کہ بہت پاس آئے　　معرکے میں کوئی اس طرح سے کم آتا ہے
پرِ غمِ شاہِ شہیداں سے بصد یاس آئے　　کیا اڑاتا ہوا دامانِ علم آتا ہے
بولی تقدیر کہ یہ جنگ انہیں راس آئے　　کیا دکھاتا ہوا اقبال و حشم آتا ہے
بڑھ کے گھوڑے کا شجاعت نے قدم چوم لیا　　حُسن ایسا ہے کہ اک روح مزہ پاتی ہے
فتح نے گوشہ ء دامانِ علم چوم لیا　　رعب ایسا ہے کہ بس جان چلی جاتی ہے

لگے ہتھیار جب اکبرؑ لگانے　　میدان سے لاش آئی جو فرزندِ حسنؑ کی
لگا ماں کا کلیجہ منہ کو آنے　　خیمے میں بڑھائی گئی انتھ اُسکی دلہن کی
گئیں چپکے سے وہ عابدؑ کے سرہانے　　جب ہوسکی نہ تدبیر کچھ کفن و دفن کی
لگیں بیمار کا شانہ ہلانے　　سر پیٹ کے ماں بولی یہ اُس غنچہ دہن کی
کہا بیٹا اٹھو گھر لٹ رہا ہے　　عباسِؑ علیؑ خیمے میں شرما کے نہ آئے
علی اکبرؑ بھی مرنے کو چلا ہے　　پُرسے کیلئے فاطمہ کبریٰ کے نہ آئے

نکلے حرم کے اونٹ جو مقتل کی راہ سے عباسؑ سوئے کوثر باغِ جناں چلے
خشبو لہو کی آنے لگی قتل گاہ سے روکر کہا حسینؑ نے بھائی کہاں چلے
بولی سکینہؑ ملتے چلو لاشِ شاہؑ سے زوجہ پکاری اے میرے والی کہاں چلے
رخصت ضرور ہو شہِؑ عالم پناہ سے بولے جہاں سے اب نہ ملینگے وہاں چلے
جی بھر کے خوب خانہء زنداں میں روئینگے اب آخری وداع کی باری نہ آئیگی
اب کاہے کو حسینؑ کے سینے پہ سوئینگے آئی ہے سب کی لاش ہماری نہ آئیگی

ناگہ پکاری ڈیوڑھی پہ ہمشیرِ خستہ جاں جب نہ اعدا سے کسی طرح صفائی ٹھری
بازو پہ رسی باندھ کے لڑیے شہِ زماں صبح عاشور محرم کو لڑائی ٹھری
مانجائے اتنا پیرِ کے تن میں لہو کہاں پوچھا زینبؑ نے کہ کیا اے میرے بھائی ٹھری
فضہ کے ہاتھ بھیج دوں چادر کی دھجیاں شہؑ نے فرمایا بہن تم سے جدائی ٹھری
زخموں کو باندھو پھر شوق سے دل کھول کر لڑو آج پیاروں کی ملاقات غنیمت جانو
پر نوجواں کی لاش سے منہ موڑ کر لڑو اے بہن وصل کی یہ رات غنیمت جانو

کہتی تھیں بانوؑ اصغرؑ جانی کب تم گھر میں آؤ گے　　یارو زہے توقیر جو اس بزم میں آئیں
دریا پر سے پی کر پانی کب تم گھر میں آؤ گے　　یاروئیں یا رونے کی صورت ہی بنائیں
اپنی دکھانے شکل نعمانی کب تم گھر میں آؤ گے　　زینبؑ تو عزاداروں کو دیتی ہیں دعائیں
بولو میرے یوسفِ ثانی کب تم گھر میں آؤ گے　　اور فاطمہؑ اُن لوگوں کی لیتی ہیں بلائیں

سوگ میں تیرے بیٹا ہم نے پہنی کفنی کالی ہے　　گرتا ہے جو آنسو کوئی فریاد و بکا سے
بھورے بالوں والے آجا جھولا تیرا خالی ہے　　خود پونچھتے ہیں اُس کو علیؑ اپنی عبا سے

خلق و کرم شرافت و غیرت کی روح و جاں　　عزیزو آج یہ نیرنگ ہے زمانے میں
میدان میں کھڑا ہے لئے لاشِ بے زباں　　علیؑ کی بیٹیاں جاتی ہیں قید خانے میں
میت سے پھر وہ کہتا ہے اے ننھے مہماں　　بندھی تھی اک رسن بیکسوں کے شانے میں
خیمے کو دیکھتا ہے کبھی سوئے آسماں　　اٹھائے لاکھ الم تا با شام جانے میں

لایا تھا کہہ کے پانی پلاؤنگا میں ربابؑ　　نہ چین پایا نہ سوئے نہ آب و دانہ ملا
اصغرؑ بتا کہ دوں میں تیری ماں کو کیا جواب　　ملا تو شام میں ٹوٹا سا قید خانہ ملا

برچھی کی انی جب لگی اکبرؑ کے جگر میں
شہِؑ مظلوم سے عباسؑ نے جسدم علم پایا
اور مرگیا دم توڑ کے آغوشِ پدر میں
سریرِ قدر میں وہ ہو گیا جعفر کا ہم پایا
شہؑ نے کہا کس طور تجھے لے چلوں گھر میں
فلک بھی اپنے پیشِ منزلت غازی نے خم پایا
بازو میں نہ طاقت ہے نہ قوت ہے بدن میں
مسافر نے نشانِ منزلِ ملکِ عدم پایا
لے جانا تیری لاش کا دشوار ہے بیٹا
کہا باغِ ارم کی بُو ابھی سے مجھ کو آتی ہے
سر اپنا بھی تن پر یہ مجھے بار ہے بیٹا
اسی سائے تلے خلدِ بریں کو راہ جاتی ہے

حسینؑ جبکہ چلے بعدِ دوپہر رن کو
خیمے دریا پہ کئے نصب شہ والّا نے
کوئی نہ تھا کہ جو تھامے رکابِ توسن کو
گھیرا شبیرؑ کو فوجِ ستم آرا نے
سکینہؑ جھاڑ رہی تھیں عبا کے دامن کو
لب دریا اترنے نہ دیا اعدا نے
حسینؑ چپکے کھڑے تھے جھکائے گردن کو
فوجِ اعدا سے لگے شبیرؑ یہ فرمانے
نہ آسرا تھا کوئی شاہِ کربلائی کو
یہ بھی دو چار دن ہم پر سے گزر جائینگے
فقط بہن نے کیا تھا سوار بھائی کو
جو رضا حق کی ہے تو پیاسے ہی مرجائینگے

جب سنا شمر نے سقائے حرم آتا ہے ۔۔۔ حیدرؑ کی طرح صاحبِ شمشیر ہیں عباسؑ
قوتِ بازوئے سردارِ امم آتا ہے ۔۔۔ ہنگامِ وغا شاہ کی تصویر ہیں عباسؑ
ہاتھ میں تھامے ہوئے مشک و علم آتا ہے ۔۔۔ قرآن و وفا خلق کی تفسیر ہیں عباسؑ
نہر پر گوہرِ دریائے کرم آتا ہے ۔۔۔ تنہا ہیں مگر لشکرِ شبیرؑ ہیں عباسؑ
دی صدا فوج کو ہاں غازیو ہشیار رہو ۔۔۔ ہیں آس یہ زینبؑ کی تو امید حرم کی
اب علمدارؑ کی آمد ہے خبردار رہو ۔۔۔ ڈھارس ہے یہی قلبِ شہنشاہِ اممؑ کی

سکینہؑ قید ہوکر شام کے زنداں میں جب آئی ۔۔۔ اُدھر سے جو گزرتا تھا تو کہتی تھی کہ سنتا جا
وہ بچی اُس اندھیرے گھر کی تاریکی سے گھبرائی ۔۔۔ میں بیکس قید میں ہوں اک میرا پیغام لیتا جا
مقدر نے عجب آفت کی پہلی رات دکھلائی ۔۔۔ اگر بابا ملیں تو تُو کہیو قسم کھا کھا
زمیں تو فرش تھی سایہ فگن تھا چرخِ مینائی ۔۔۔ سکینہؑ پر مصیبت ہے خبر لو اے شہِ والاؑ
پھپھی کے پاس سوتی تھی نہ ماں کے پاس سوتی تھی ۔۔۔ جو وہ یوں کہے خیمے میں سوتا چھوڑ آیا ہوں
برہنہ سر کئے زنداں کے دروازے پہ روتی تھی ۔۔۔ تو تُو کہیو درِ زنداں پہ روتا چھوڑا آیا ہوں

تسبیح فاطمہؑ جو ادا کی امامؑ نے　**جب تین دن کی پیاس میں اکبرؑ ہوئے شہید**

جاسوس نے خبر یہ کہی آ کے سامنے　عباسؑ اور قاسمؑ مضطر ہوئے شہید

کی سیر گھاٹ کی اُسدم غلام نے　حلقوم چھد گیا علی اصغرؑ ہوئے شہید

آبِ رواں بھی بند کیا فوجِ شام نے　کرب و بلا میں یعنی بہتّر ہوئے شہید

فوجِ خدا کو نہر سے دوری نصیب ہے　لاشِ حسینؑ گھوڑوں سے پامال ہوگئی

شہؑ بولے کیا مضائقہ کوثر قریب ہے　منظر بہن نے دیکھا تو بے حال ہوگئی

زمیں سے تا با فلک ہوگئی فضا پُرغم　**آئی سنانی شاہؑ کی جسدم مدینے میں**

ہوئے شہید جو ہنگامِ عصر شاہِ اممؑ　صغراؑ پکاری خاک میرے ایسے جینے میں

اسیر ہوکے چلے کربلا سے اہلِ حرم　جب آتشِ الم نہ لگے میرے سینے میں

اٹھائے راہِ پُر آشوب میں الم پہ الم　ہےّ ہےّ یتیم ہوگئی میں اس مہینے میں

کسی اسیر پہ جب کوئی ظلم ہوتا تھا　فرقت کا داغ دل پہ سبھی میرے دھرگئے

سناں کی نوک پہ فرقِ حسینؑ روتا تھا　صغراؑ کے جو تھے چاہنے والے وہ مرگئے

بعد عباسؑ کے اکبرؑ کی جو باری آئی شام سے مقتل میں آئے جس گھڑی زین العباؑ
خیمے کے در پہ قضا لیکے سواری آئی ساتھ انکے بیکسوں کا ننگے سر تھا قافلہ
فاطمہؑ خلد سے کرتی ہوئی زاری آئی دیکھا اک جانب بنی ہے قبرِ شاہِ انبیاؑ
شہؑ نے فرمایا کہ اب موت ہماری آئی اور اک جانب ہے قبرِ ہم شبیہِ مصطفیٰؐ
دیکھیں قسمت ہمیں کیا کیا ابھی دکھلاتی ہے زینبؑ و کلثومؑ کہتی ہیں بصد آہ و بکا
اب زیارت بھی پیمبرؐ کی اٹھی جاتی ہے بھائی بے کسی پہ تیری ہوں بہنیں فدا

زینبؑ بتولِؑ پاک کی آئینہ دار ہیں صغراؑ کو نہ امید رہی جبکہ شفا کی
اسلام کے چمن کی بقا و بہار ہیں آخر کو دوا چھوڑ دی اور ترکِ غذا کی
دونوں جہاں میں انکے شرف آشکار ہیں نانی سے کہا مانگو دعا میری قضا کی
یہ شاملِ عبادتِ پروردگار ہیں بابا بھی نہیں آتے یہ مرضی ہے خدا کی
وقتِ نزع یہ حال شہؑ تشنہ کام تھا اب سانس کی سینے میں صدا بھی نہیں آتی
سجدے میں سر زباں پہ زینبؑ کا نام تھا بابا بھی نہیں آتے قضا بھی نہیں آتی

گود میں بیٹھ کر بابا کی سکینہؑ نے کہا دنیا میں سب فنا ہے کسی کو بقا نہیں

عموں نے پانی لانے کا کیا تھا وعدہ ہر شے فنا ہے ذاتِ خدا کو فنا نہیں

دیکھو بابا نہ چچا آئے نہ پانی آیا ہر شے کا ذکر کیا ہے نبیؐ تک رہا نہیں

رو کے بیٹی سے یہ فرمانے لگے شاہِ ہدیٰ مرجائینگے یہ خیال کسی کو ذرا نہیں

شکوہ ء وعدہ خلافی میری جانی کیسا گزرے ہیں یوں تو رنج ہر اک نیکنام پر

بہہ گیا خون علمدارؑ کا پانی کیسا ہے خاتمہ حسین علیہ السلام پر

جب صف آرا ہوئے شبیرؑ کے یاور رن میں جنابِ حیدرِ کرارؑ ساقی ء کوثر

کھینچ کر تیغ یہ کہتے تھے دلاور رن میں حلالِ مشکلات بادشاہِ جن و بشر

دھوپ میں کھائینگے ہم نیزہ و خنجر رن میں امام رونقِ محرابِ زینتِ منبر

آج کھل جائینگے ہر اک کے جوہر رن میں جہاں پناہ یداللہ قاتلِ عنتر

دیکھیں بڑھ بڑھ کے قدم کس کا سوا پڑتا ہے بڑے بڑے صنموں کے بگاڑنے والے

دیر تک کون ہزاروں سے کھڑا لڑتا ہے کھڑے کھڑے درِ خیبر اکھاڑنے والے

خلق میں جو کوئی شبیرؑ کا زوار ہوا　　آئی سنانی شاہؑ کی جسدم مدینے میں
پاک عصیاں سے ہوا اور نیک و کار ہوا　　صغراؑ پکاری خاک میرے ایسے جینے میں
وہ درِ احمدِ مختار کا مختار ہوا　　جب آتشِ الم نہ لگے میرے سینے میں
راضی اُس شخص سے عباسِ علمدارؑ ہوا　　ہے ہے یتیم ہوگئی میں اس مہینے میں

کربلا کو جو گیا شہؑ کے قدم کے نیچے　　فرقت کا داغ دل پہ سبھی میرے دھر گئے
اُس کو بٹھلائینگے عباسؑ علم کے نیچے　　صغراؑ کے جو تھے چاہنے والے وہ مر گئے

دشمن کو بھی نہ بھائی کا ماتم خدا دکھائے　　حسینؑ گھوڑے پہ جسدم ڈگمانے لگا
پوچھو اسی کے دل سے کمر جس کی ٹوٹ جائے　　مہار ہاتھوں سے چھوٹی کہ غش جو آنے لگا
فرماتے تھے پسر سے یہ رو کر کہ ہائے ہائے　　مگر وہ گھوڑے کو آہستہ یوں سنانے لگا
اکبر بتاؤ بھائی کو بھائی کہاں سے لائے　　اے رہوار میرے میں تو اب ٹھکانے لگا

عباس کیا جدا ہوئے گھر میرا لٹ گیا　　بدن تمام میرا برچھیوں سے گھائل ہے
بچپن کا ساتھ ہائے غضب آج چھٹ گیا　　رکاب پاؤں سے چھوٹی سنبھلنا مشکل ہے

شہؑ پر عباسؑ نے جب پیاس کی شدت دیکھی
بھائی صاحب نہیں واللہ مجھے مرنے کا ڈر

اور کُملائی ہوئی آپ کی صورت دیکھی
تم سلامت رہو رونے کو میرے لاشے پر

سب عزیزوں کی رفیقوں کی شہادت دیکھی
اور پڑھ دینا جنازے کی نماز اے سرورؑ

رو کے فرمایا بڑی ہم نے مصیبت دیکھی
آبرو بندے کی بڑھ جائیگی پیشِ داور

پانی ہم لائینگے دریا کی اجازت دیجئے
جامہء آخری مولا مجھے پہنا دینا

سوکھے ہونٹوں کا تصدق ہمیں رخصت دیجئے
خود کھڑے ہوکے لحد میں مجھے دفنا دینا

رن میں جب بانوئے بیکس کی سواری آئی
تم تو کہتے تھے مدینے کی طرف جاؤنگا

لاشہء اکبرؑ پہ یہ کرتی ہوئی زاری آئی
فاطمہ صغراؑ بہن اپنی کو لے آؤنگا

اٹھ میرے لعل یہ مادر ہے تمہاری آئی
وعدہ جو میں نے کیا ہے وہ بجا لاؤنگا

دیکھو کس شان سے ہے اماں تمہاری آئی
تم نہ روؤ تمہیں صغراؑ سے ملا لاؤنگا

نہ تو ہودج ہے نہ محمل نہ عماری بیٹا
خوب صغراؑ کو ملایا میرے جانی مجھ سے

سر کھلے بلوے میں ہے اماں یہ تمہاری بیٹا
خود جدا ہوگئے اے یوسفِ ثانی مجھ سے

جب کربلا میں لشکرِ شہ خیمہ زن ہوا ہوئی جو دردِ جدائی میں مبتلا صغرا
روشن تجلیاتِ الٰہی سے بن ہوا زبانِ حال سے کرتی تھی یہ بکا صغرا
محوِ فضائے دشت ہر ایک صف شکن ہوا کہ اب نہ دیکھے گی کیا صورتِ شفا صغرا
ابنِ رسولؐ زیب دہِ انجمن ہوا جنابِ حق میں یہی کرتی تھی التجا صغرا

جلوہ تھا یوں سپاہ میں جانِ بتولؑ کا تپ فراق سے جلدی شفا دے صغرا کو
نبیوں میں جیسے نور جنابِ رسولؐ کا الٰہی باپ چچا سے ملادے صغرا کو

لڑتے لڑتے علی اکبرؑ نے جو برچھی کھائی آمد آمد علی اکبرؑ کی جو مشہور ہوئی
دشت سے یا اباتا کی جونہی آواز آئی یعنی مدتِ شہادت بھی سے منظور ہوئی
خیمے میں بانوئے ناشاد بہت گھبرائی دشت سے دردِ تباہی جو ذرا دور ہوئی
آکے در پر شہِ بیکس کو یوں وہ چلائی شاہزادے کی عیاں صورتِ پرُنور ہوئی

ادہر آؤ قدم آگے نہ بڑہاؤ صاحب غل ہوا سبطِ رسول الثقلین آپہنچا
لونڈی برباد ہوئی خیمے تک آؤ صاحب ہاں خبردار ہو فرزندِ حسینؑ آپہنچا

کبوتر غرقِ خوں دیوارِ صغرا پر جو آبیٹھا

ہوئی حیراں نہایت اور رو رو اس سے یہ پوچھا

غش آتا ہے تیری بو سے بھرا ہے یہ لہو کس کا

کبوتر خاک وخوں میں لوٹ کر صغرا سے یوں بولا

منم آں قاصدِ بحرِ بیاباں چشم تر دارم

بخونِ سیدِ مظلوم غلطاں بال و پر دارم

عزیزو قافلہ سالارِ کربلا جس دم

نکل کے خیمے سے رن کو چلا وہ شاہِ امم

مخالفوں سے لگا کہنے وہ بدیدہ ء نم

میں پانی مانگتا ہوں پانی دو تم اہلِ ستم

رسول زادیوں کا آج جی نراسا ہے

ہمارا قافلہ سولہ پہر سے پیاسا ہے

تو ملکِ ذوالجلال کا ناظم ہے یا علیؑ

جبریل تیرے در کا ملازم ہے یا علیؑ

میکائیل سا ملک تیرا خادم ہے یا علیؑ

سجدہ تیری جناب میں لازم ہے یا علیؑ

تو وہ بھر ہے جس سے کوئی آشنا نہیں

سب قدرتیں ہیں لیکن خدا نہیں

قدرت کے آفتاب کا مطلع حسینؑ ہے

انوارِ انبیا کا مرقع حسینؑ ہے

خلق و سخا و حلم کا مجمع حسینؑ ہے

مشکل میں خاص و عام کا مرجع حسینؑ ہے

بندوں میں کیا حساب ہے اور کیا شمار ہے

حیدر کا لال یاورِ پروردگار ہے

سلام

غبارِ رہِ رفتگاں رہ گیا
تصور میں اک کارواں رہ گیا

بیاباں سے جنت بنی کربلا
مدینے میں خالی مکاں رہ گیا

جوابِ ستم دیکھ او حُرملہ
فقط ہنس کے اک بے زباں رہ گیا

مدینہ کہاں اور کہاں کربلا
کہاں کا مسافر کہاں رہ گیا

گناہوں سے حآمد کمر جھک گئی
ضعیفی میں بارِ گراں رہ گیا

انوکھی رہی دعوتِ نینوا
ارے تشنہ لب مہماں رہ گیا

نہ پھر باغِ زہراؑ میں آئی بہار
زمانے میں ذکرِ خزاں رہ گیا

یہ مانا خیامِ حرم جل گئے
ہمارے دلوں میں دھواں رہ گیا

ستاتی رہی لحنِ اکبرؑ کی یاد
اسیروں میں ذکرِ اذاں رہ گیا

اے سلامی حشر کے دن خوف کچھ کھانا نہیں
شافع محشر علیؑ ہیں دیکھو گھبرانا نہیں
حشر میں ممکن ہے یہ کہکر نصیری چھوٹ جائے
ہم تو انساں ہیں فرشتوں نے بھی پہچانا نہیں
میری مٹی کو نہ ہوئے قبرِ ایذائے فشار
بوترابی ہوں مجھے کیا تو نے پہچانا نہیں

جب فرشتوں نے اٹھایا قبر میں بولے علیؑ
ہم تیری بالیں پہ ہیں موجود گھبرانا نہیں
کہنے دیجئے یاعلیؑ سرشارِ الفت کو خدا
جرم کے قابل کسی مذہب میں دیوانہ نہیں
بعدِ قتلِ اقربا خیمے میں آئے جب حسینؑ
ایسی صورت تھی کہ زینبؑ نے بھی پہچانا نہیں

معرکہ کرب و بلا کا سر کیا خیبر کے بعد
ہُو بہو گھر میں تھے عباسِ علیؑ حیدرؑ کے بعد
حیدرِ کرارؑ کی آنکھوں میں آنسو آگئے
شاہِ دیں جب ٹھوکریں کھانے لگے اکبرؑ کے بعد

دو ہی سجدے ہیں حسینؑ ابنِ علیؑ کی یادگار
اک علی اکبرؑ سے پہلے ایک علی اصغرؑ کے بعد
وہ تو یوں کہیئے اجازت دی نہیں عباسؑ کو
دوسرے حیدرؑ کو دنیا دیکھتی حیدرؑ کے بعد

شہیدِ نازِ جانانِ جہاں ہیں کربلا والے
خدا شاہد امامِ عاشقاں ہیں کربلا والے



دلوں میں جس جگہ حق ہے اُنہیں بھی بس وہیں ڈھونڈو
نگاہوں سے نہاں ہوکر عیاں ہیں کربلا والے

اِدھر بھی اک نظر اے زائرانِ کعبہ و طیبہ
یہاں کعبے کا قبلہ ہیں یہاں ہیں کربلا والے

شفاعت کیلئے کہتے پھریں گے لوگ محشر میں
کہاں ہیں کربلا والے کہاں ہیں کربلا والے

پکاری فوج تیور دیکھ کر عونؑ و محمدؑ کے
سبھی چھوٹے بڑے شیرِ ژیاں ہیں کربلا والے

مکینِ کائناتِ جاوداں ہیں کربلا والے
وہ ہے اک مختلف دنیا جہاں ہیں کربلا والے

جو لُٹ کر دشتِ غربت میں ہوئے تھے بے سروساماں
وہی سرمایہء باغِ جناں ہیں کربلا والے

زمانہ دشمنِ نام و نشاں ہے آج تک جن کا
وہی چشم و چراغِ آسماں ہیں کربلا والے

زمینِ کربلا اُس وقت اٹھ کر یہ پکارے گی
یہاں ہیں کربلا والے یہاں ہیں کربلا والے

علی اصغرؑ ہوں یا ابنِ مظاہرؑ جوش و جرات میں
سبھی فخرِ جوانانِ جہاں ہیں کربلا والے

جو ربطِ الفتِ نفسِ پیمبرؐ توڑ دیتے ہیں
ہم اپنے سارے رشتے انُ سے یکسر توڑ دیتے ہیں



اگر جھوٹے خدا چڑھ جاتے ہیں دیوارِ کعبہ پر
تو یہ دوشِ رسولِ حقؐ پہ چڑھ کر توڑ دیتے ہیں

علم لہراتے ہیں جب توڑتے ہیں ہمتِ باطل
علم جب نصب کرتے ہیں تو پتھر توڑ دیتے ہیں

علی کا زور تلواروں پہ تکیہ کر نہیں سکتا
یہ تلواروں کو بھی میداں میں اکثر توڑ دیتے ہیں

کسی کی خودسری آگے علیؑ کے چل نہیں سکتی
جوانِ کے سامنے اٹھتا ہے وہ سر توڑ دیتے ہیں

کوئی کیا جانے اُنکے بازوؤں میں زور کیا ہوگا
جو اپنی انگلیوں سے بابِ خیبر توڑ دیتے ہیں

وہ بے ایمان پیاسے ہی مریں گے روزِ محشر بھی
عداوت کر کے ساقی سے جو ساغر توڑ دیتے ہیں

علیؑ کے سامنے ہے کیا حقیقت رشتہ داری کی
مسلماں جوڑ دیتے ہیں یہ بڑھ کر توڑ دیتے ہیں

مدحِ علیؑ کا میں نہیں دفتر لئے ہوئے
ہاتھوں پہ ہوں نجات کا محضر لئے ہوئے

جھولے میں بھی تو کھیل علیؑ کے نرالے ہیں
ہیں انگلیوں میں کلہء اژدر لئے ہوئے

عباسؑ بھر کے مشک جو نکلے تو غل ہوا
حیدرؑ چلے ہیں دوش پہ کوثر لئے ہوئے

بولی سکینہؑ اے پھپھی اماں کہاں ہیں آپ
جاتا ہے شمر وہ میرے گوہر لئے ہوئے

روح الامیں پروں کو ذرا گن تو لیجئے
پھرتی ہے ذوالفقارِ علیؑ پر لئے ہوئے

حیدرؑ کو چشمِ بد سے بچائے میرا خدا
قائم ہوا پہ ہے درِ خیبر لئے ہوئے

عابدؑ کبھی جو ضعف سے رکتے تھے بار بار
بڑھتے تھے تازیانہ ستم گر لئے ہوئے

تیار قافلہ ہے لطافت پئے سفر
ہم بھی کھڑے ہیں کاندھے پہ بستر لئے ہوئے

اسطرح رہتا ہوں میں مشکلکشا کے سامنے
جسطرح سائل کوئی حاجت روا کے سامنے

سوچتا ہوں جب نصیری کے خدا ہیں مرتضیٰؑ
حشر میں جائینگے پھر وہ کس خدا کے سامنے

میری یہ آنکھیں غمِ شبیر میں چھلکی ہوئی
جیسے دو کوثر ہوں نہرِ علقمہ کے سامنے

سجدہء حق میں جبیں جھکتی ہے اپنے وقت پر
دل جھکا رہتا ہے ہر وقت کربلا کے سامنے

میری نظروں میں ہوئی اُس وقت باطل کوشکست
روئے اعدا جو اصغرؑ کی ادا کے سامنے

مرنا تو برحق ہے محشر بس یہ اک خوف ہے
کیا عمل لیکر میں جاؤنگا خدا کے سامنے

وقتِ مشکل اک ذرا میں نے کہا مشکلکشا
مشکلیں مشکل میں ہیں مشکلکشا کے سامنے

شکریہ ناکام ہوکر آنیوالو شکریہ
تم علم واپس تو لائے مصطفیٰؐ کے سامنے

یوں عدو تھے حملہء شیرِ خدا کے سامنے
حشر جو تنکوں کا ہوتا ہے ہوا کے سامنے

بولے شہؑ یہ حضرتِ عباسؑ کو دیکر علم
مت الٹنا آستیں بھی اشقیا کے سامنے

دیکھ کر نامحرموں کو یہ سکینہؑ نے کہا
بے ردا آئے نہ ہم ایک دن چچا کے سامنے

تیری خلقت پہ خود خالق کی قدرت ناز کرتی ہے
شبِ اسریٰ تجھے پا کر نبوت ناز کرتی ہے

وہ خطبے بعد مرسل جو پڑھے تھے آج تک ان پر
فصاحت فخر کرتی ہے بلاغت ناز کرتی ہے

وہ فاقے ہوں کہ جو کی روٹیاں ہے شکرِ حق لب پر
یہی تو بس وہ منزل ہے کہ قدرت ناز کرتی ہے

ملک چوکھٹ پہ سر رکھیں نبیؐ تعظیم کو اٹھیں
لپٹ کر تیرے قدموں سے جلالت ناز کرتی ہے

جو تیری مدح میں اُترے وہ سورہ فخر کرتا ہے
جو تیری شان میں آئے وہ آیت ناز کرتی ہے

وہ مریمؑ تھیں کہ جن کا فخر عصمت بن گئی لیکن
تری عصمت وہ ہے خود جس پہ عصمت ناز کرتی ہے

تیرا بیٹا قیامت تک رہیگا ساتھ قرآں کے
تری ہستی پہ احمدؐ کی شریعت ناز کرتی ہے

تری الفت مٹا دیتی ہے سارا دفترِ عصیاں
شفاعت پر تری خالق کی رحمت ناز کرتی ہے

بچائی عزتِ دیں اسطرح سے تیرے بیٹوں نے
کہ جن پر آج تک ایماں کی قسمت ناز کرتی ہے

وہ جو کی روٹیاں پکی جو تیرے پاک ہاتھوں سے
پہنچ جاتی ہیں جنت تک تو جنت ناز کرتی ہے

یہ فطرت ہے کہ سب اپنے شرف پر فخر کرتے ہیں
ترے قدموں تک آ کے خود فضیلت ناز کرتی ہے

نمازیں ڈھونڈتی ہیں سجدہء سرور نہیں ملتا
اذانیں رو رہی ہیں لہجہء اکبرؑ نہیں ملتا
جو کہتے ہیں کہ دنیا میں کہیں کوثر نہیں ملتا
اُنہیں کیا ایک بھی آلِ نبیؐ کا گھر نہیں ملتا
وہ مومن ہیں ابوطالبؑ کہ جس سے یہ بگڑ جائیں
پھر اُس سے بانیء اسلام کا گھر بھر نہیں ملتا
حسینؑ اور تجھ کو محشر میں نہ پہچانے یہ ناممکن
کوئی اپنوں سے شاہدؔ اجنبی بن کر نہیں ملتا



ہے بت بننا تو آساں بت شکن نہیں ملتا
خدا ملتے ہیں لاکھوں ایک بھی حیدرؑ نہیں ملتا
مٹانے والے تاریخوں سے زینبؑ کے فسانے کو
تجھے کیا نقش انکا قلبِ مومن پر نہیں ملتا
دلوں کے فاصلے کم ہوں یہ ہے مفہوم قربت کا
قریب آبیٹھنے سے قربِ پیغمبرؐ نہیں ملتا

شہ نے کہا اے بہن کون ہمیں روئے گا
ہم ہیں غریب الوطن   کون ہمیں روئے گا
شب کو جو تھے ہم نشیں ان میں سے کوئی نہیں
سو چکی سب انجمن   کون ہمیں روئے گا
یعنی جو تھے حق شناس جن سے تھی جینے کی آس
ان سے ہے آباد بن   کون ہمیں روئے گا
چلتے ہی مجھ پر چھری بہنا تو بڑھ جائیگی
ہم رہے پھر اور یہ بن   کون ہمیں روئے گا
جاؤ اگر تم وطن تو صغرا سے کہنا بہن
لٹ گیا سارا چمن   کون ہمیں روئے گا
غیر وطن میں مکیں آئے اجل گر کہیں
کون تو دیگا کفن   کون ہمیں روئے گا



شرابِ حبِ حیدرؑ پی کے دیوانے کہاں جاتے
سوا کعبے کے اپنے دل کو بہلانے کہاں جاتے
اگر ہم ساغرِ مے انگلیوں پر گن کے پی لیتے
تو پھر اے شیخ یہ تسبیح کے دانے کہاں جاتے
یہ دنیا ہے یہاں ہر چیز کی ضد بھی ضروری ہے
اگر سب مسجدیں ہوتی تو بت خانے کہاں جاتے
رہا بزمِ نبی میں بھی ہمیشہ مضطرب مجمع
اگر اپنے ہی سب ہوتے تو بیگانے کہاں جاتے
نہ بھر دیتے اگر آلِ نبی دامن فرشتوں کا
زمانے بھر کے آگے ہاتھ پھیلانے کہاں جاتے
یہ روضے پنجتن کے بھیک دینے کا بہا نہ تھے
ملک دنیا میں آکر مانگنے کھانے کہاں جاتے

اکبرؑ نبیؐ نہیں ہے نبیؐ کا شباب ہے
صورت ہے لیکن اپنی جگہ خود کتاب ہے

اکبرؑ اذاں کے وقت سراپا رسولؐ تھا
اب منزلِ جہاد ہے اب بوتراب ہے

اکبرؑ کی سمت ہے نگاہِ وارثِ رسولؐ
دینِ خدا کا لب پہ سوالِ شباب ہے

وہ آرہا ہے فوجِ عدو سے نکل کے حرؑ
اکبرؑ تیری اذاں کا یہ پہلا جواب ہے

جزبہ کبھی کٹا ہے کسی ضربِ تیغ سے
لوگو حسینؑ فرد نہیں انقلاب ہے

خود دھوپ سایہ ہو جو اشارہ کریں امامؑ
پھیرا تھا جو علیؑ نے وہی آفتاب ہے

نوحہ

چلا ہے کربلا کا کارواں آہستہ آہستہ
الم کی چھارہی ہیں بدلیاں آہستہ آہستہ

گلا ہے خشک شدت پیاس کی اور سنِ جوانی کا
نہ دیں کیونکر علی اکبرؑ اذاں آہستہ آہستہ

کہا اکبرؑ نے بابا دردِ دل اٹھتا ہے رہ رہ کر
نکالیں آپ سینے سے سناں آہستہ آہستہ

سمجھ کر گود ماں کی سوگیا بے شیر تربت میں
زمینِ قبر نے دیں لوریاں آہستہ آہستہ

بدن سب چُور تھا زخموں سے قاسمؑ کا دمِ مردن
بڑی مشکل سے لی انگڑائیاں آہستہ آہستہ

شقی بچی کی صورت دیکھ سہمی جاتی ہے ڈر سے
اتار اے شمر اُسکی بالیاں آہستہ آہستہ

نبیؐ جب باغِ جنت میں گئے معراج کی شب کو
جھکیں فرطِ ادب سے ڈالیاں آہستہ آہستہ

پدر کی قوتِ برداشت کا تھا دھیان اکبرؑ کو
دمِ مردن جو لی تھیں ہچکیاں آہستہ آہستہ

علی اکبرؑ جوانی کی قسم دم بھر ٹھہر جاؤ
چلی آتی ہے پیچھے پیچھے ماں آہستہ آہستہ

علی اصغرؑ بیانِ تشنگی کرتے تو کیا کرتے
پھرادی خشک ہونٹوں پر زباں پر آہستہ آہستہ

کبھی اکبرؑ کے لاشے پر کبھی اصغرؑ کے لاشے پر
شہِ دیںؑ دے رہے ہیں امتحاں آہستہ آہستہ

شہیدؔ اب آئینے کو دیکھنے سے ہوچکی نفرت
کہ رُخ پر آرہی ہیں جھریاں آہستہ آہستہ

تڑپ نہ جانا کہیں دل کو تھام لو بھائی
دمشق سے بہن آئی سلام لو بھائی

بنائی قبر سکینہؑ کی میں نے زنداں میں
اب اور ایسے نہ زینبؑ سے کام لو بھائی

بہن نے کام کیا والدہ سے کہہ دینا
میری طرف سے یہی ایک پیام لو بھائی

ذرا گنو تو سہی کتنے نشاں ہیں دروں کے
حسابِ معرکہء فتحِ شام لو بھائی

تھا ایک وقت کہ میں نے رکاب تھامی تھی
سوار ہوتی ہوں بازو کو تھام لو بھائی

یہ کربلا ہے وہ کوفہ وہ شام ہے زینبؑ
حسینؑ جاچکے اب تیرا کام ہے زینبؑ
یزید اِس سے نہ ٹکرا یہ تخت الٹ دے گی
حسینیت کا مکمل نظام ہے زینبؑ
یہاں تو تُو ہی علیؑ بھی ہے اور حسینؑ بھی ہے
یہ کربلا نہیں بازارِ شام ہے زینبؑ
غمِ حسینؑ بھی باقی ہے اور ہم بھی باقی ہیں
یہ تیرا صدقہ تیرا اہتمام ہے زینبؑ



خطیبِ منبرِ ذکرِ امام ہے زینبؑ
حسینیت کی بقائے دوام ہے زینبؑ
زباں میں کیا ہے دلوں کو نہ چین دے تو کبھی
خدا کے شیر کا زورِ کلام ہے زینبؑ
حسینؑ اب نہیں لیکن جہاد جاری ہے
جہادِ کرب و بلا تیرا نام ہے زینبؑ

کسی در پر درِ ساقی کے مستانے نہیں جاتے
اندھیرا ہو تو بھولے سے بھی پروانے نہیں جاتے



خدا و مصطفیٰؐ مرتضیٰؑ کی معرفت کیا ہو
یہ پہچنوائے تو جاتے ہیں پہچانے نہیں جاتے

نہ ہوتا مرحلہ امت کی بخشش کا تو پھر اصغرؑ
پدر کی گود میں تیرِ ستم کھانے نہیں جاتے

مچلتا ہے دلِ ناداں تو سمجھاتا ہوں قیصؔ اکثر
کہ دانا کربلا جاتے ہیں دیوانے نہیں جاتے

درِ جنت پہ بھی پہچاننے والوں کا پہرہ ہے
وہاں اپنے چلے جاتے ہیں بیگانے نہیں جاتے

علیؑ سے بغض چہروں کی نقابیں چاک کرتا ہے
منافق تا قیامت ورنہ پہچانے نہیں جاتے

یہ شب کی اوس دن کی دھوپ نے چہرے بگاڑے ہیں
اسیرانِ جفا ہندہ سے پہچانے نہیں جاتے

کون قائل تھا سلامی کہ جناں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے

نامِ شبیرؑ پہ بے ساختہ گریاں ہونا
بعد کلمے کہ یہ ایماں کا نشاں اور بھی ہے

بال کھولے ہوئے لاشے پہ جو آئیں زہراؑ
حرؑ نے سمجھا یہ دمِ نزع کہ ماں اور بھی ہے

جسکی آواز پہ نبیوں نے صفیں باندھی تھیں
کہیں اکبرؑ سی زمانے میں اذاں اور بھی ہے

برچھیاں مار کے اکبرؑ کو لعینوں نے کہا
شہؑ سے پوچھو کوئی فرزند جواں اور بھی ہے

اپنے فرزندوں کے مرنے پہ بھی گریاں نہ کیا
دہر میں زینبؑ مظلوم سی ماں اور بھی ہے

صدقے اُس دل کے جو ہو حبِ علیؑ سے آباد
اس سے بہتر کوئی دنیا میں مکاں اور بھی ہے

ماں نے قاسمؑ سے کہا صبح کو تم ہو گے شہید
اس لئے بیاہ کی جلدی میری جاں اور بھی ہے

شہؑ سے زینبؑ نے کہا تم جو ہو مشتاقِ قضا
میری اماں کا کوئی فاتحہ خواں اور بھی ہے

اے فلکِ پیر تجھے شہؑ کی ضعیفی کی قسم
علی اکبرؑ سا زمانے میں جواں اور بھی ہے

لاکے ششماہے کو ہاتھوں پہ یہ بولے مولا
نذرِ حق کیلئے یہ غنچہ دہاں اور بھی ہے

لاشے پامال سرِ شام جو ہوتے ہیں نظیر
باغِ زہراؑ پہ ستم بعد خزاں اور بھی ہے

اب کیا میرے گناہ رہینگے حساب میں
گھل مل گیا ہوں خاکِ درِبوتراب میں

بندے جنھیں کلام ہے عطرت کے باب میں
اصلاح دے رہے ہیں خدا کی کتاب میں

پروردہء غدیر کی اللہ رے مستیاں
کوثر ڈبودیا ہے ولا کی شراب میں

یہ اپنی جان دے کہ بچاتے نہ کسطرح
اسلام کمسنی میں تھا اکبرؑ شباب میں

تاشام روندتے ہوئے عابدؑ چلے گئے
کانٹے تھے پھول ولولہء انقلاب میں

کتنی ہی سورتیں ہیں خدا کی کتاب میں
لاوٗ کوئی شبیہِ نبیؐ کے جواب میں

گزری ہے عمر بندگیء بوتراب میں
میں بھی شریک ہوں شرفِ آفتاب میں

دل ہو نہ زباں تو نصیری ضرور تھی
جب منہ کھلا کنندہء خیبر کے باب میں

اصغرؑ بڑے بڑوں سے کچھ آگے نکل گئے
کیا گھٹنیوں چلے ہیں یہ راہِ ثواب میں

رفعت میرے کلام کی حرف آشنا ہے نجم
بھیجی ہے فکر دامنِ برق و سحاب میں

تمام منظرِ عالم پہ کیسے چھائے حسینؑ
جہاں مقام تھا رونے کا مسکرائے حسینؑ

قدم قدم پہ مصائب کا سامنا ہی رہا
مگر نہ راہِ محبت میں ڈگمگائے حسینؑ

ہزار ظلم و ستم گو کہ ڈھائے اعدا نے
مگر نہ حرفِ شکایت زباں پہ لائے حسینؑ

پسر کی لاش پہ جس وقت مسکرائے حسینؑ
کہ جھک کے چوم لئے آسماں نے پائے حسینؑ

نہ جھاڑ بادِ صبا اسکو اپنے دامن سے
جبینِ شوق پہ رہنے دے خاکِ پائے حسینؑ

وہاں فلک کی ستائی وہ بنتِ زہراؑ ہے
قدم قدم پہ جو گرتی ہے کہہ کے ہائے حسینؑ

کروٹیں دل کیوں نہ لے اُس حشر کے آنے کے بعد
چپکے بیٹھیں کس طرح مولا کے اٹھ جانے کے بعد

لاش کو کڑیل جواں کی کس طرح لائیں حسینؑ
سیدھے ہوسکتے ہیں بھائی کے مرجانے کے بعد

دیکھ کر لاشوں کو یوں آواز دیتے تھے حسینؑ
ہم اکیلے رہ گئے ہیں سب کے مرجانے کے بعد

بال کھولے بیبیوں نے منہ چھپانے کیلئے
اور کیا کرتے حرم چادر کے چھن جانے کے بعد



روضہء احمدؐ کی زینت ساتھ اُس کے چل بسی
جو مدینے کو نہ پلٹا کربلا آنے کے بعد

لاشہء بے شیر کو دل سے لگائے ہیں حسینؑ
پھول پیارا ہوگیا کچھ اور مرجھانے کے بعد

نوکِ نیزہ پر ہے قرآں کی تلاوت میں حسینؑ
اب زباں تر ہورہی ہے خشک ہوجانے کے بعد

عورتیں کوفے کی صدقے دے رہی ہیں پھینک کر
کون پہچانے انہیں اسطرح لٹ جانے کے بعد

دنیا دکھائی دیتی ہے ماتم سرا مجھے
کرنا ہے کس غریب کا ماتم بپا مجھے

یہ کس خدا پرست مسافر کا ہے مزار
ہے جسکی خاکِ پاک پہ سجدہ روا مجھے

یہ کس کے چھ مہینے کے بچے کی قبر ہے
سینے سے دل نکال کے رکھنا پڑا مجھے

نالا یہ کس کا گونج رہا ہے لب فرات
ہوں تشنہ لب پلایئے پانی چچا مجھے

اللہ ذرے ذرے سے آتی ہے بوئے خوں
کچھ اپنا ماجرا تو سنا کربلا مجھے

تسبیح ہے کہ خون کے قطرے کسی کے ہیں
اے کربلا کی خاک یہ کیا دیدیا مجھے

تُو مشہدِ حسینؑ ہے عرش پر زمین
اپنے میں جلد کرلے برائے خدا مجھے

شاعر ہوں اہلبیتؑ کا میں نجمؔ دلفگار
پہچانتے ہیں کشتۂ راہِ خدا مجھے

راکبِ دوشِ نبیؐ ہے ذاتِ والائے حسینؑ
کس بلندی سے اتر کر زیرِ تیغ آئے حسینؑ

کربلا کے معرکے کی حد کسے معلوم تھی
وقت پر اصغرؑ کو جھولے سے اٹھا لائے حسینؑ

دشتِ غربت تشنگی قربانیوں کا سلسلہ
کن اداؤں میں ہوئی تکمیلِ منشائے حسینؑ

حوصلہ اپنا بڑھایا انکے ذکرِ افکار سے
وقتِ نازک آپڑا جب سب کو یاد آئے حسینؑ

کیا ضرورت آپڑی دنیا کو تیرے خون کی
فاطمہؑ کے لاڈلے زینبؑ کے مانجائے حسینؑ



کتنے درد و غم تھے شامل اک غمِ اسلام میں
عارفانِ غم سے پوچھو رازِ غم ہائے حسینؑ

روئے زیبائے پیمبرؐ رونقِ کون و مکاں
رونقِ دوشِ پیمبرؐ روئے زیبائے حسینؑ

کیسے کیسے اہلِ دل تھے راہِ منزل میں مگر
کربلائے عشق کے محبوب کہلائے حسینؑ

صبح جنت کو چلا ہے حُرؑ سوادِ شام سے
دیدنی ہے آخری تصویرِ شیدائے حسینؑ

بن گئی انسان کا معبد زمینِ کربلا
نجم جب عزم و عمل کی زندگی لائے حسینؑ

زمینِ کربلا بھی یاد کرتی ہے تہہ دل سے
نہ پوچھو زائروں کو کیا صدا آتی ہے منزل سے
گزر جاتی ہیں عمریں کربلا کا غم سمجھنے میں
یہ آب و گلِ کا پیکر آدمی بنتا ہے مشکل سے
گرے عباسؑ گھوڑے سے تو گونجی یہ صدا رن میں
سرک جائیگا دریا لاش اٹھے گی نہ ساحل سے
وہ اس ماحول سے شکرِ خدا کرتے گئے ہونگے
جو زنداں کو سدھارے شام کے حاکم کی محفل سے
جگہ بزمِ غزل میں دیں نہ دیں وارفتہء دنیا
مجھے ہے نجم نسبت مدحتِ مولاؑ کی محفل سے



ہمیں پردیس میں بھی رنجِ تنہائی نہیں رہتا
صدائے یا حسینؑ آئی جہاں دل مل گیا دل سے
شہادت کا شرف پایا تولا میں فنا ہو کر
اٹھے بھی ہم تو زندہ ہی اٹھے دنیا کی محفل سے
علیؑ نے دودھ کا شربت پلایا ابنِ ملجم کو
کسی نے اس طرح بدلہ لیا ہوگا نہ قاتل سے
ولائے اہلبیتِ مصطفیٰ ؐ کی عظمتیں پوچھو
کسی شائستہ ءغم سے کسی شائستہ ء دل سے

وصفِ علیؑ رقم جو کئے جا رہا ہوں میں
کفارہء گناہ دیئے جا رہا ہوں میں

حق گوئی شرطِ الفتِ آلِ رسولؐ ہے
باطل کا پردہ چاک کئے جا رہا ہوں میں

گر صد ہزار مشکلیں آئیں تو کیا خطر
مشکلکشاء کا نام لئے جا رہا ہوں میں

روشن ہے دل میں آتشِ عشقِ ابوترابؑ
دامانِ تر کو آنچ دیئے جا رہا ہوں میں

زاہد سنا ہے نزع میں آئینگے مرتضٰیؑ
یوں موت کی خوشی میں جیئے جا رہا ہوں میں

دستِ گناہ سے دامنِ دل چاک چاک ہے
اشکوں کے تار لے کے سیئے جا رہا ہوں میں

زائل ہو کیسے نشہء صہبائے حبِ دیں
چودہ پلا رہے ہیں پیئے جا رہا ہوں میں

انعامِ ایزدی کی نہیں کوئی انتہا
وہ دے رہا ہے اور لئے جا رہا ہوں میں

دنیا سے کچھ بھی زادِ سفر لے سکا نہ ساتھ
داغِ غمِ حسینؑ لئے جا رہا ہوں میں

ذکرِ اکبرؑ سے دلِ شہؑ تہہ و بالا ہوگا
بعدِ بے شیر یہ غم اور دوبالا ہوگا



بعد بابا کے چراغ ہونگے نہ شمع ہوگی
گھر میں جب آگ لگے گی تو اجالا ہوگا

کہتی تھی جھاڑ کے بالوں سے زمیں کو زہراؑ
کہ یہاں دفن میری گود کا پالا ہوگا

کہتے تھے دیکھ کے سب راہ میں سر اکبرؑ کا
کس طرح ماں نے کلیجے کو سنبھالا ہوگا

کوچ کی شب یہی صغراؑ نے کہا رو رو کر
کل نہ اس گھر میں کوئی گیسوؤں والا ہوگا

کوہِ غم شاہؑ نے کس طرح سے ٹالا ہوگا
نیزہ کیونکر دلِ اکبرؑ سے نکالا ہوگا

کمسنی دیکھ کے قاسمؑ کی لعیں کہتے تھے
ماں نے کس چاہ سے اس لعل کو پالا ہوگا



جو کہ مصروفِ سلامِ شہدا رہتا ہے
گو وہ رہتا نہیں پر نام صدا رہتا ہے

شاہِ دیں لاشہء اکبرؑ پہ کھڑے کہتے تھے
ہوش اس جا نہیں انساں کا بجا رہتا ہے

ہند کی بیٹی نے زنداں میں سکینہؑ سے کہا
سر تیرا کس لئے اے بہنا کھلا رہتا ہے

باپ مارا گیا بھائی ہوئے زنداں میں اسیر
اس مصیبت میں بھلا ہوش بجا رہتا ہے

ہے یہ شرمندگی پانی کے نہ لیجانے کی
نیزے پر بھی سرِ عباسؑ جھکا رہتا ہے

کہا سجادؑ نے اشک آنکھوں میں لب پر فریاد
پاؤں زنجیر میں رسی میں گلا رہتا ہے

شمر کہتا تھا یہی ماں ہے علی اکبرؑ کی
جس کا ایک ہاتھ کلیجے پہ دھرا رہتا ہے

روکے وہ بولی یتیموں کی نشانی ہے یہی
کُرتا بے وارثِ بچوں کا پھٹا رہتا ہے

رو کے یہ قاصدِ صغراؑ سے کہا عابدؑ نے
کہیو بھائی تیرا محتاجِ دوا رہتا ہے

خواب میں آ نکلے عابدؑ سے یہ شہؑ نے پوچھا
بیٹا احوال تیرا قید میں کیا رہتا ہے

شام ہوتی ہے تو اونٹوں سے اترتے ہیں حرم
پر سرِ شاہؑ تو نیزے پہ چڑھا رہتا ہے

صحنِ مقتل کو جو سجدوں سے سجا دیتے ہیں
خوں کے ہر قطرے کو تاریخ بنا دیتے ہیں



امتی یوں بھی رسالت کا صلہ دیتے ہیں
گھر جلا دیتے ہیں قرآن جلا دیتے ہیں

ذکرِ شبیرؑ ہے خود وقت کے ہونٹوں کی پکار
ہم تو آواز میں آواز ملا دیتے ہیں

نصرتِ دیں کو بلاتی ہے جب آوازِ امامؑ
بچے لبیک کی جھولے سے صدا دیتے ہیں

جب بھی آجاتا ہے سقائے سکینہؑ کا خیال
بچے سوکھے ہوئے کوزوں کو گرا دیتے ہیں

رخِ زینبؑ سے نگاہوں کو ہٹانے کیلئے
شاہِ دیںؑ نیزے پہ قرآن سنا دیتے ہیں

سبق حسینؑ کی محنت سے لو خدا کیلئے
لہو بہایا تھا کیا ارضِ کربلا کیلئے

شباب اور علیؑ کا شباب کیا کہنا
خدا نے چھانٹ لیا جس کو لافتیٰ کیلئے

کمی ستم کی کہیں بہرِ اہلبیتؑ نہ تھی
حسنؑ نے لطف مدینے میں کربلا کے لئے

کسی کا سر بھی نہ پہنچا زہے عروجِ کمال
علیؑ کے پاؤں بھی تھے دوشِ مصطفیٰؐ کیلئے

جہادِ نفس میں سجادؑ کو یہ فکر کہاں
بچھے ہیں راہ میں کانٹے برھنہ پا کیلئے

جنابِ نجمؔ یہ عُزلت گزینیاں کب تک
یہ بے نیاز روش چھوڑیئے خدا کیلئے

علیؑ پرست کہو یا خدا پرست مجھے
پکارتا ہوں علیؑ کو مگر خدا کیلیے

نظر میں اسکی یہ لذاتِ دنیاوی کیا ہیں
وہ روزے دار مزے جس نے ہل اتیٰ کے لئے

حسینؑ کو جو ملے حق سے باپ ماں بھائی
نہ مصطفیٰؐ کیلئے تھے نہ مرتضیٰؑ کیلئے

رہِ عمل میں اٹھائے جو مرتضیٰؑ نے قدم
اصول بن گئے اللہ کی رضا کیلئے

ملے نہ ہونگے علیؑ کو وہ ماں کی گود میں بھی
مزے جو نیند کے بستر پہ مصطفیٰؐ کیلئے

جب فشارِ وقت سے انسان گھبرا جائے ہے
کربلا بے ساختہ ایسے میں یاد آ جائے ہے



وہ نکلتا جا رہا ہے خیمۂ ظلمت سے حرؑ
دیکھ لو سورج گہن سے یوں نکلتا جائے ہے

جب چلے عباسؑ دریا سے تو بول اٹھے عدو
مشک میں پانی نہیں کوثر چھلکتا جائے ہے

تربیت ذہنوں کی کرتی جا رہی ہے کربلا
آدمی خوابیدہ تھا بیدار ہوتا جائے ہے

خشک ہونٹوں سے علی اصغرؑ نے وہ حملہ کیا
اب یزیدی فوج سے ٹھہرا نہ بھاگا جائے ہے

جھومتی تھیں یوں تصور میں علی اصغرؑ کی ماں
دل بہلتا جائے ہے جھولا جو ہلتا جائے ہے

یہ کیوں کہوں نہ ملا تشنہ کام کو پانی
نہ تھا قبول ہی پینا امامؑ کو پانی

ترستے کیا شہِؑ عالی مقام پانی کو
ترس گیا شہِؑ عالی مقام کو پانی

تلاش کرتا ہے اب تک ہر ایک ساحل پر
لبِ حسینِ علیہ السلام کو پانی

کمالِ بے ادبی تھا جو بڑھ کے چھولیتا
قسیم بادہء کوثر کے جام کو پانی

ذرا سا حکم جو دیتے فرات کو شبیرؑ
مجال تھی جو نہ آتا سلام کو پانی

بساطِ ارض و سما کیوں الٹ نہیں جاتی
حسینؑ تشنہ دھن فوجِ شام کو پانی

جہاں تڑپتے ہیں سب تین دن کے فاقے سے
وہاں نہ صبح کو پانی نہ شام کو پانی

جبکہ سقائے حرم خلق سے پیاسہ اٹھا
مجرئی شورِ قیامت لبِ دریا اٹھا
لاش دولھا کی دلھن کو نظر آئی ہےؔ ہےؔ
عقد کی صبح کو منہ پر سے جو مقنعؔ اٹھا
واہ کیا شیرِ الٰہی تھا علمدارِ حسینؑ
مرنے کے بعد بھی دریا سے نہ لاشہ اٹھا
خاکساری اسے کہتے ہیں کہ چالیسویں تک
نہ زمیں سے شہؑ مظلوم کا لاشہ اٹھا
باپ کے غم میں سکینہؑ نے قضا کی آخر
ننھی سی جان سے فرقت کا نہ صدمہ اٹھا

رو کے حضرت نے کہا تم کو خدا کو سونپا
دانہ پانی میرا اس شہر سے صغراؑ اٹھا
کیسی سقائے سکینہؑ کو ترائی تھی پسند
نہر سے بعدِ شہادت بھی نہ لاشہ اٹھا
آسماں رونے لگا کرب و بلا کانپ گئی
بھائی کی لاش سے اک بھائی جو روتا اٹھا
بانوؑ ہر صبح کو رو رو کے یہ کرتی تھی بین
دودھ پینے کو نہ اب تک میرا بچہ اٹھا
غل ہوا اہلِ حرم میں کہ سکینہؑ ہےؔ ہےؔ
قید خانے میں جو ننھا سا جنازہ اٹھا

رسولؐ اپنے وصی کا شباب دیکھیں گے
علیؑ کے ہاتھ پہ خیبر کا باب دیکھیں گے

علیؑ کے روئے مبارک کے دیکھنے والے
اب اور کونسی حق کی کتاب دیکھیں گے

رسولِ پاکؐ کی آنکھیں تو بند ہونے دو
علیؑ جہاں میں بڑا انقلاب دیکھیں گے

حسینؑ لاشہء اکبرؑ پہ رن میں جاتے ہیں
پسر کا خون میں ڈھلتا شباب دیکھیں گے



نبیؐ کے دوش پہ ایک اور نقش ابھر آیا
ہٹایئے تو قدم بوترابؑ دیکھیں گے

چلو علیؑ کو نظر بھر کے دیکھنے والو
نبیؐ کے فرش پہ ہیں محوِ خواب دیکھیں گے

سرِ مبارکِ زینبؑ سے گر گئی ہے ردا
نکل تو آئے بھلا آفتاب دیکھیں گے

شرف غلامیء حیدرؑ کا ہم کو بس ہے رشیدؔ
وہ ہمکو دیتے ہیں اب کیا جواب دیکھیں گے

تپتے بن میں رہے پیاسے تو یہ سوکھا پانی
بچے روئے بھی تو آنکھوں سے نہ نکلا پانی
بے بسی دیکھ کے عباسؑ کا جی بیٹھ گیا
پیاسی بچی نے جو منہ کھول کے مانگا پانی

پیاس پر اُنکی نہ کیوں کر ہو کلیجہ پانی
تین دن جن کو نہ یوں دھوپ میں پہنچا پانی
تیسرا دن تھا کہ اصغرؑ کو نہ پانی دینا
بچہ چھ ماہ کا پیتا بھی تو کتنا پانی

بتوں سے پاک کر کے کعبے کو حیدرؑ نکلتے ہیں
خدا کے گھر کو اب کر کے خدا کا گھر نکلتے ہیں
یہ غل تھا باپ کا ورثہ جواں بیٹے نے پایا ہے
علم عباسؑ لیکر صورتِ حیدرؑ نکلتے ہیں
بگڑنے والے سارے کام بن جاتے ہیں پل بھر میں
ہم اپنے گھر سے جب کہہ کر علیؑ حیدرؑ نکلتے ہیں

علیؑ نے توڑ کر کعبے کے بت دکھلا دیا سب کو
خدائی کرتے تھے کعبے میں وہ پتھر نکلتے ہیں
کہا عباسؑ نے اعدا سے کیوں چلتے ہو تم اڑ کر
قضا آتی ہے جب بھی چونٹیوں کے پر نکلتے ہیں
بلا کے تیرنے والے تھے دریائے شہادت میں
لہو میں ڈوب جاتے ہیں لبِ کوثر نکلتے ہیں

غمِ حسینؑ میں بھولے مصیبتیں کیا کیا
اس ایک درد نے بخشی ہیں راحتیں کیا کیا

علیؑ و فاطمہؑ زہرا و شبرؑ و شبیرؑ
رسولِ پاک پہ اتری تھیں آیتیں کیا کیا

مقامِ خلد حیاتِ دوام و رزق و مدام
عطا ہوئی ہیں شہیدوں کو نعمتیں کیا کیا

گماں کسے تھا کہ حرؑ جا سکے گا جنت میں
درِ حسینؑ پہ بدلی ہیں قسمتیں کیا کیا

ہر آنکھ گوہرِ اشکِ عزا لٹاتی ہے
غمِ حسینؑ نے بخشی ہیں دولتیں کیا کیا

کہیں خدا کے سوا کس سے یہ کربلا والے
گزر گئی ہیں دلوں پر قیامتیں کیا کیا

جب احد میں کھینچتے تھے تیغ حیدرؑ بار بار
لافتیٰ کہتے تھے جبریل و پیمبرؐ بار بار

مل گیا بسترِ شبِ ہجرت علیؑ کو مل گیا
جانشینی کا نہیں ملتا ہے بستر بار بار

کرتے جاتے شاہؑ کے قدموں پہ سر اپنے نثار
زندہ گر ہوتے بہتّر کے بہتّر بار بار

ایک سجدہ جو کیا سبطِ نبیؐ نے وقتِ عصر
ایسے سجدے میں نہیں جھکتا کوئی سر بار بار

رونے پاتی تھیں نہ اپنے وارثوں کو بی بیاں
تازیانے سے ستاتے تھے ستمگر بار بار

یاد رکھ اپنے ایماں کی گواہی کیلئے
ہم مناتے ہیں غمِ سبطِ پیمبرؐ بار بار

بار بار آتی رہی بن ٹھن کے دنیا سامنے
اور علیؑ مارا کئے ٹھوکر پہ ٹھوکر بار بار

کرتے ہیں اتمامِ حجت باعثِ نصرت نہیں
یہ جو ہل من ناصرٍ کہتے ہیں سرورؑ بار بار

پیاس کی شدت سے اتنا خشک تھا شہؑ کا گلا
دستِ قاتل میں بھی رک جاتا تھا خنجر بار بار

کیا عجب عباسؑ حضرت سے کہیں کیجئے کرم
آستاں پر آپکے آتا ہے جوہر بار بار

سلامی چشم سے رہ رہ کے خونِ دل ٹپکتا ہے
غمِ سجادؑ بیکس دل میں کانٹا سا کھٹکتا ہے



گلِ زہراؑ کے غم میں بلبلیں ہیں نوحہ خواں ساری
صدا فریاد کی آتی ہے جب غنچہ چٹکتا ہے

کہا صغراؑ نے شاید میرے باباجاں پیاسے ہیں
گلے میں ساتویں تاریخ سے پانی اٹکتا ہے

کہا بانوؑ نے شہؑ سے تیر چلتے ہیں کلیجے پر
میرا منہ جب یہ بچہ نرگسی آنکھوں سے تکتا ہے

بچالو واسطہ زہراؑ کا صاحب میرے اصغرؑ کو
نہ بچہ دودھ پیتا ہے نہ اب آنکھیں جھپکتا ہے

دمِ تحریر گلریزی ہے یا سطریں ہیں کاغذ پر
صریرِ کلک ہے یا باغ میں بلبل چہکتا ہے

حرم روئے کہا جب آسماں کو دیکھ کر شہؑ نے
علی اکبرؑ اذاں دو صبح کا تارا چمکتا ہے

سکینہؑ ناز پرور قید کی آفت کو کیا جانے
یہ عالم ہے قفس میں جسطرح طائر پھڑکتا ہے

یہ ننھے ننھے دونوں ہاتھ بل کھاتے ہیں تکیوں پر
مسوڑھے ہوگئے ہیں نیلگوں تالو چپکتا ہے

صراحی دار گردن جب مڑی جاتی ہے بن پانی
گلے میں سانس جب رکتی ہے سر دے دے پٹکتا ہے

جب کبھی دل نے کسی غم میں کہا ہائے حسینؑ
رات اندھیری ہے تو منزل سے بھٹکنا کیسا

دیر تک عالمِ غربت میں نظر آئے حسینؑ
اپنی آنکھوں میں ہے جب نقشِ کفِ پائے حسینؑ



خیمے کی طرف پھر گئے پھر آئے حسینؑ
کاش تم دیکھتے بچے سے ہوا جو سلوک

ماں کا دل جانتا تھا گود میں کیا لائے حسینؑ
روزِ عاشور یہ تھی ایک تمنائے حسینؑ

دی ہے قاسمؑ نے صدا آ گیا سرورؑ کو جلال
امتحانِ عصرِ سجدہ ہے شہہؑ کو منظور

لیکے عباسؑ کو مقتل میں نکل آئے حسینؑ
ہے زمیں پر نگاہِ زلزلہ پیمائے حسینؑ

بندگی ایک تو بندوں کی حقیقت بھی ہے ایک
ہر قدم دشمنِ تازہ سے الجھنا ہے رشیدؔ

پھر جو منشائے محمدؐ ہے وہ منشائے حسینؑ
ہر نفس دیکھتے ہیں زورِ تولّائے حسینؑ

انسان تھے سب شامل شبیرؑ کے لشکر میں

نکلے تھے بہتّر ہی دنیا کے بھرے گھر میں

مولا کے غلاموں میں جبریل بھی ہے میں بھی

بس فرق ہے اتنا سا میں در پہ ہوں وہ گھر میں

شبیرؑ سیاست کا وہ قائدِ اعظم ہے

آئین بنا ڈالا عاشور کو دن بھر میں

بے حبِ شہہؑ مرداں توثیق نہیں ہوتی

یوں نام لکھا لیجئے اسلام کے لشکر میں



حیدرؑ نظر آتے ہیں آغوشِ پیمبرؐ میں

تکرارِ تجلّی ہے کعبے کے نئے در میں

قرآن ہے بے معنی عطرت سے جدا ہوکر

جس گھر میں یہ آیا تھا معنی ہیں اسی گھر میں

معراج کی شب اپنے بستر پہ سہی لیکن

باتیں تو علیؑ کی تھیں اللہ و پیمبرؐ میں

اے نجم میں شاعر ہوں سرکارِ امامت کا

نظمیں میری پہنچیں گی دربارِ پیمبرؐ میں

مجرئی اوج پہ ہے دیدہء گریاں اپنا
ابرِ تر کہتے ہیں جسکو وہ ہے داماں اپنا

دیکھ کر شاہؑ کا سر کہتے تھے رو رو رہگیر
دل ہے شاہؑ تیرے اعجاز پہ قرباں اپنا

جب سے پیدا ہوئے ہم خلق میں کہلائے حسینؑ
اب ہے دنیا میں لقب شاہِ شہیداں اپنا

بیٹا وہ جاتا ہے پہنے ہوئے طوق و زنجیر
کنبہ وہ اونٹوں پہ ہے باسرِ عریاں اپنا

ہند سے رو کے سکینہؑ نے کہا سن بی بی
باپ مارے گئے گھر ہوگیا ویراں اپنا

اے سرِ پاک لقب کیا ہے تیرا نام ہے کیا
دی صدا سر نے کہ پنہاں نہیں رتبہ اپنا

فاطمہؑ ماں ہے علیؑ باپ اور جد وہ ہے
جسکو کہتے ہیں نبیؐ سارے مسلماں اپنا

مجلسِ شہ میں میرا برسرِ منبر ہونا
اسکو کہتے ہیں نصیبے کا سکندر ہونا

پہلے سوئے تو کوئی چھاؤں میں تلواروں کی
اتنا آساں تو نہیں نفسِ پیمبرؐ ہونا

اُنکے ایماں پہ بھی شک اِن پہ خدا کا دھوکہ
کس طرح مان لوں دونوں کا برابر ہونا

زخم کھا کر بھی جو قاتل کو پلائے شربت
زیب دیتا ہے اُسے ساقیء کوثر ہونا

جسکو درکار ہو دنیا میں ابوذرؓ ہونا
اُسکو لازم ہے غبارِ درِ حیدرؑ ہونا

منزلِ عزمِ حسینی ہے کہاں دور کی بات
پہلے سیکھے تو زمانہ علی اصغرؑ ہونا

غمِ شبیرؑ نے اشکوں کی بڑھادی قیمت
قطرہء آب کو دکھلادیا کوثر ہونا

عمر بھر غیرتِ انساں کو ڈسے گا یہ خیال
بھولتا ہی نہیں زینبؑ کا کھُلے سر ہونا

سانس اکھڑی ظلم کی بدعت کے طوفاں تھم رہے
کیا قدم تھے جو زمینِ کربلا پر جم رہے



کیا حسینی قافلے میں تھا شعورِ زندگی
بڑھ گیا جوشِ عمل جب مرنے والے کم رہے

جسکے دم سے خون میں گرمی ہے نبضوں میں دھمک
کسکی غیرت چاہتی ہے اُسکا ماتم کم رہے

اے مسلماں قتل اور قتلِ حسینؑ ابن علیؑ
حشر تک شاید مزاجِ عافیت پر ہم رہے

آسماں پر دل رہا اور عرشِ اعظم پر دماغ
نجم جب ارضِ نجف پر زیبِ منبر ہم رہے

روحِ شبیری کا پرتو دیکھنا انصار میں
رخ پہ زردی تک نہ آئی دم میں جب تک دم رہے

کہہ رہا ہے اسوہء محنت کشانِ کربلا
عیشِ دنیا چھوڑ کر دنیا میں ہم ہی ہم رہے

اُسوہء شبیر شمعِ محفلِ اسلام ہے
یہ اجالا جب رہا آگے اندھیرے کم رہے

مے تولا کی پیئے جاتا ہوں سوتے جاگتے
یہ نہیں وہ گردشِ ساغر جو دم بھر دم رہے

متاعِ ذہن جسدن مسلکِ شبیرؑ ہوجائے
لہو کا رنگ بدلے دل نیا تعمیر ہوجائے

حسینؑ عزم کی منزل ہو ایسا قصدِ منزل ہو
قدم رکھتے ہی جادہ جادہء شبیرؑ ہوجائے

اگر منشائے فطرت خود نہ ہو کیونکر یہ ممکن ہے
کسی کی موت کا غم اور عالمگیر ہوجائے

حسینؑ بزم میں پہلو بچا کر بیٹھنے والے
خدا ایسا کرے یہ درد دامن گیر ہوجائے

اگر انساں کو عرفانِ غمِ شبیرؑ ہوجائے
شعورِ حریت دنیا میں عالمگیر ہوجائے

سبق لے کربلا سے کر وہ میدانِ عمل پیدا
جہاں ہر اک نفس اک نعرہء تکبیر ہوجائے

حیاتِ جاودانی ہے غمِ شبیرؑ میں مرنا
دھنی قسمت کا ہے جو کشتہء تاثیر ہوجائے

کہاں تک یہ مروّت تجم اک دن حق کے منکر سے
خدا لگتی کہو جو دل لگ کر تیر ہوجائے

رُخ سمتِ کربلائے معلیٰ اگر نہیں
انسانیت کی اور کوئی رہگزر نہیں

صد شکر مل گیا مجھے در اہلبیتؑ کا
توفیقِ معرفت ہے کہ میں در بدر نہیں

میں ہوں غمِ حسینؑ میں دونوں سے بے نیاز
جینے کی آرزو نہیں مرنے کا ڈر نہیں

تم کیا کروگے ماتمِ شبیرؑ کا علاج
یہ دردِ دل ہے چارہ گرو دردِ سر نہیں

اکبرؑ کی موت اُنکی جوانی کو دیکھئے
اک آفتابِ حُسن ہے نیزے پہ سر نہیں

آتے ہیں میرے خواب میں مولا کبھی کبھی
میں دیکھتا ہوں طور کا جلوہ کبھی کبھی

کیا ظالموں کو مل گیا قتلِ حسینؑ سے
میں سوچتا ہوں بیٹھ کے تنہا کبھی کبھی

اٹھنا محال ہوتا تھا لنگر کے طوق سے
تھک کر جو بیٹھ جاتے ہیں مولا کبھی کبھی

نہ جانے کس خیال میں کھو جاتی تھیں رباب
خالی جھلانے لگتی تھیں جھولا کبھی کبھی

ہوئے جو شاہ سے کارِ نمایاں ایسے ہوتے ہیں
تہہِ خنجر کیے سجدے مسلماں ایسے ہوتے ہیں

نبیؐ کا زانوئے اقدس ہے اور دونوں نواسے ہیں
جب ایسی رحل ہوتی ہے تو قرآں ایسے ہوتے ہیں

زمینِ کربلا کا پھول بوستانِ محمدؐ کے
بہاریں خلد صدقے ہیں بیاباں ایسے ہوتے ہیں

تلاوت میں سرِ شبیرؑ تھا قاتل کے نیزے پر
جو خود ہی منہ سے بول اٹھتے ہیں قرآں ایسے ہوتے ہیں

جوانی رن سے کہتی آ رہی ہے لاشِ قاسمؑ پر
کہ اسلامی جوانمردوں کے ارماں ایسے ہوتے ہیں

ہزاروں سے ترائی چھین لی جب ایک پیاسے نے
لبِ ساحل پکارے مردِ میداں ایسے ہوتے ہیں

گلے پر تیر کھا کر مسکرائے جب علی اصغرؑ
صدا آئی کہ راہِ حق میں قرباں ایسے ہوتے ہیں

سنا کر نجمؔ قصہ کربلا والے شہیدوں کا
مسلمانوں کو سمجھا دو مسلماں ایسے ہوتے ہیں



مسلماں نے بھلادی داستانِ زندگی اپنی
نہیں ملتی تری تمثیل تاریخ دو عالم میں

ذرا صورت دکھادینا حسینؑ ابنِ علیؑ اپنی
کہ ایک سجدے میں منوالی خدا سے بندگی اپنی

یہ تُو ہی تھا کہ برچھی کھینچ لی اکبرؑ کے سینے سے
ضعیفی کا عصا بازو کی قوت دل کی آبادی

وہ ابراہیمؑ تھے آنکھوں پہ پٹی باندھ لی اپنی
خدا کی راہ میں دولت لٹاتا ہے سخی اپنی

مٹا کر ذکر کو تیرے یزیدی ذہنیت والے
تصور میں تیری تصویر اپنے ساتھ لیجاؤں

چھپانا چاہتے ہیں آج تک شرمندگی اپنی
تیرا روضہ ہو دنیا پر نگاہِ آخری اپنی

رن میں دو قلب تڑپنے لگے اک تیر کے ساتھ
بازوئے شاہ چھدا گردنِ بے شیرؑ کے ساتھ



اپنے بے شیر کو شبیرؑ بچاتے کیونکر
زمیں لپٹی ہوئی آتی ہے قضا تیر کے ساتھ

کہا صغراؑ نے لینے نہیں آئے اکبرؑ
بھائی شاید تمہیں الفت نہیں ہمشیر کے ساتھ

شہؑ نے عباسؑ کا اک ہاتھ علم پر پایا
دوسرا ہاتھ ملا قبضۂ شمشیر کے ساتھ

سر کے کٹنے پہ بھی زینبؑ سے جدائی نہ ہوئی
بھائی نیزے پہ رہا راہ میں ہمشیر کے ساتھ

کہتی تھیں مادرِ عباسؑ میں شرمندہ ہوں
میرے بازو نہ بندھے شاہؑ کی ہمشیر کے ساتھ

دفن اصغرؑ ہوئے شہؑ جھاڑ کے دامن اٹھے
ماں کی سب ختم مرادیں ہوئیں بے شیر کے ساتھ

شہؑ نے جلتی ہوئی ریتی پہ جو پہلو بدلے
کربلا کروٹیں لینے لگی شبیرؑ کے ساتھ

جو سجدہ ہوتا ہے معراجِ بندگی کیلئے
رسولؐ نے اسے چھوڑا حسینؑ ہی کیلئے

علیؑ ہیں برسرِ پیکر تو کربلا میں حسینؑ
کلیجہ چاہئے اسلام دوستی کیلئے

حسینیتؑ کے سفر کا جہاں ہوا آغاز
وہیں اجل نے قدم رکھے زندگی کیلئے

گلوئے سبطِ نبیؐ اور شمر کا خنجر
وہ لمحہ ایک قیامت ہے ہر نبیؐ کیلئے



نبیؐ خدا کیلئے ہے علیؑ نبیؐ کیلئے
نہ ہو یہ ربط تو کوئی نہیں کسی کیلئے

رضائے حیدرؑ و رومالِ فاطمہؑ کی قسم
غمِ حسینؑ عبادت ہے زندگی کیلئے

سلام خانہء زہراؑ تیرے چراغوں پر
بجھے ہیں شمع رسالت کی روشنی کیلئے

ردا بھی سر سے چھنی خیمے بھی جلائے گئے
عجیب وقت ہے زینبؑ کی بے بسی کیلئے

وہ جس نے جلوہء شبیرؑ تا حیدرؑ نہیں دیکھا
سرِ منظر تو دیکھا ہے پسِ منظر نہیں دیکھا
ماہ و خورشید بھی دیکھے ماہ و خورشید کو لیکن
محمدؐ کے چراغوں سے فروزا تر نہیں دیکھا
تصور ہی سے گریہ ناک ہوجائینگی یہ آنکھیں
کلی کو دیکھ لے جس نے لبِ اصغرؑ نہیں دیکھا
غمِ شبیرؑ کا حصہ کوئی سجادؑ سے پوچھے
جہانِ اشک باری میں کہیں لنگر نہیں دیکھا
پھپھی کا ماں کا سر عریاں برادر اور پدر بیگور
غریب ایسا زمانے میں کوئی رہبر نہیں دیکھا



میری خوش قسمتی کو لوگ کیا جانے کہ دنیا نے
ستارے صرف دیکھے ہیں ستارہ گر نہیں دیکھا
حسین ابن علی دنیا نے میدانِ شہادت میں
ہزاروں سر تو دیکھے ہیں تیرا ہمسر نہیں دیکھا
علی کی راہ میں کتنے ہی موڑ آتے رہے لیکن
زمانہ موڑ کر دیکھا کبھی مڑ کر نہیں دیکھا
نبیؐ کے جانثار اصحاب کتنے ہی بہادر تھے
احد میں اس طرح بھاگے کہ پھر مڑ کر نہیں دیکھا

سلامی کہتے تھے شہ سر کٹائے جسکا جی چاہے
خدا کی راہ کا سودا ہے آئے جسکا جی چاہے



کہا حر نے بلاکر اپنے بیٹے اور برادر کو
میں جاتا ہوں سوئے فردوس آئے جسکا جی چاہے

کہا زینبؑ نے وارث مرگئے گھر لٹ گیا لوگو
ہمیں در در برھنہ سر پھرائے جسکا جی چاہے

طمانچے شمر کے کھا کھا سکینہؑ رورو چلائی
میں بے وارث ہوں میرا دل دکھائے جسکا جی چاہے

گناہگاروں کی بخشش کا وسیلہ بزم ماتم ہے
یہاں بہرِ حسینؑ آنسو بہائے جسکا جی چاہے

کہا اکبر نے بے دینوں شبیہِ مصطفیؐ ہوں میں
نشاں اپنے پیمبر کا مٹائے جس کا جی چاہے

کہا شبیرؑ نے پیاسہ ہوں احمد کا نواسہ ہوں
مسلمانوں مجھے پانی پلائے جسکا جی چاہے

طوافِ قبر آقا آبروئے حجِ اکبر ہے
بہار اپنا یہی کعبہ ہے آ ہے جس کا جی چاہے



ہے سلام اُس پہ جو کہتی تھی صدا ہائے حسینؑ
ظالموں نے تجھے پانی نہ دیا ہائے حسینؑ

دکھ پہ دکھ سہہ کے جسے فاطمہؑ نے پالا تھا
اس پہ بے دینوں نے یہ ظلم کیا ہائے حسینؑ

گھوڑے دوڑائے لعینوں نے تیرے لاشِ پر
جیسے تو سبطِ پیمبرؐ ہی نہ تھا ہائے حسینؑ

شمرِ بے دین نے کچھ اسطرح سے موتی چھینے
خون کانوں سے سکینہؑ کے بہا ہائے حسینؑ

جس جگہ خیمہء زینبؑ تھا وہاں سے اب تک
آج بھی آتی ہے کانوں میں صدا ہائے حسینؑ

علی اکبرؑ نے تیرے سامنے برچھی کھائی
قتل اصغرؑ تیرے ہاتھوں پہ ہوا ہائے حسینؑ

زخم لگتا تھا جو حضرت کے تنِ نازک پر
لاشِ انصار سے آتی تھی صدا ہائے حسینؑ

نہ رہا کوئی جنازے کا اٹھانے والا
تنِ زخمی تیرا تیروں پہ رہا ہائے حسینؑ

جل گئے خیمے چھنی چادریں سامان لٹا
بعد تیرے ہوئی ہم پر یہ جفا ہائے حسینؑ

عمر بھر ماتمِ شبیرؑ میں گزرے محبوب
قبر سے بھی تیرے آئیگی صدا ہائے حسینؑ

کیسا خوش خوش جارھا ہے شافعِ محشر کے پاس
گوہرِ اشکِ غمِ سرور تو ہیں منظر کے پاس

دیدنی تھی کیا شبِ ہجرت کے متوالے کی نیند
رہ گئے دشمن بھی تلواریں لئے بستر کے پاس

سونے والے اے شبِ ہجرت کے سوآرام سے
ننگی تلواروں کا پہرہ ہے تیرے بستر کے پاس

جانتی تھی ماں شبِ عاشور ہی تک ہے یہ چاند
شمع اک روشن کئے بیٹھی رہی اکبرؑ کے پاس

یا شہِ دیں آپ سے کھودی نہ جائیگی لحد
لاشہء اصغرؑ لٹادیجئے علی اکبرؑ کے پاس



جز علیؑ لڑنے نہ آیا کوئی بھی عنتر کے پاس
بیٹھنے والے بہت بیٹھے تھے پیغمبرؐ کے پاس

گر نہیں دل میں ولائے ساقیء خمِ غدیر
پینا کیسا جا نہیں سکتا کوئی کوثر کے پاس

اُنکو روک اے معترض ہم تو سمجھتے ہیں امام
کہتے جاتے ہیں خدا کہتے ہوئے حیدرؑ کے پاس

کھودتے ہیں قبرِ اصغرؑ کہتے جاتے ہیں حسینؑ
اب تجھے کس منہ سے لیجاؤں تیری مادر کے پاس

سلامی کربلا کو جب چلے حضرتؑ مدینے سے
بہت روئے لگا کر فاطمہ صغراؑ کو سینے سے



تمہارے کپڑے میلے ہیں بدل ڈالو انہیں صغراؑ
کہا بابا معطر ہیں علی اصغرؑ کے پسینے سے
چچا کے ہاتھ کٹ جائینگے قاسمؑ کا کٹے گا سر
گزر جائیگا جب نیزہ علی اکبرؑ کے سینے سے
یہ کہہ کر آئے سبطِ مصطفیٰ مسجد میں احمد کی
لپٹ کر دیر تک رویا کئے منبر کے زینے سے
فصیح اک شور برپا تھا وہاں فریاد و شیون کا
حسین ابنِ علیؑ کا کوچ ہوتا ہے مدینے سے

پکارے الوداع اے فاطمہ صغراؑ خدا حافظ
ہمیں تم پھر نہ دیکھو گی یہ ہم سمجھے قرینے سے
نہ کرنا یاد بھی ہم کو سمجھنا مر گئے بابا
مٹا دینا ہمارا نام ہی دل کے نگینے سے
خوشی کرنا رجب کے ماہ سے تا ماہِ ذی الحج تک
مگر کرنا عزاداری محرم کے مہینے سے
کہا شبیرؑ نے کھائینگے اصغرؑ تیر گردن پر
محبت مت کرو مایوس ہو بھائی کے جینے سے